

مکمل ناول

تو ملے مل جائے راحت

از قلم۔ مریم راجپوت

1 گرمیوں کا موسم تھا دوپہر کا وقت تھا ہلکی ہلکی ہوا چل رہی تھی وہ سب حویلی کے پچھلے گارڈن میں بھٹیٹھی ہوئی آموں کے ساتھ انصاف کر رہیں تھیں۔۔۔ یار۔۔۔ مجھے آم اتنے پسند ہیں بس دل کرتا ہے آم ہی آم ہوں۔۔۔ اور میں ہوں۔۔۔ اور بس کھائوں۔۔۔ وہ آموں کی پلیٹ اپنے سامنے رکھتی ہوئی بولی تھی۔۔۔ جبکہ سب اسکے اس پاگل پن پر اسے دیکھ کر نفی میں سر ہلا گئیں تھیں۔۔۔ تمہارا کچھ نہیں ہو سکتا دوہا۔۔۔ اور دوہا انھیں گھور کر رہ گئی تھی۔۔۔ جب اچانک گاریوں کے ہارن کی آواز آئی تھی۔۔۔ اوو سب کہ جلدی سے اٹھیں اور پچھلے دروازے سے اپنے اپنے کمروں میں جا گھسیں کہ ڈانٹ نہ پڑ جائے کہیں۔۔۔ مگر دوہا آہستہ آہستہ چلتی حال میں داخل ہوئی تھی اور کچن میں گھس گئی تھی اور جلدی سے پانی کا گلاس لیے وہ کچن کے نکلی اور سامنے صوفے پر بھٹیٹھے سردار وہاج سلطان کو دیکھا جو کہ اپنا سر صوفے کی ٹیک سے لگائے آنکھیں موندے بھٹیٹھا تھا۔۔۔ پپ۔۔۔ پانی۔ اسنے اس کے سامنے پانی کیا تو وہ آنکھیں کھولتا پانی تھام گیا تھا۔۔۔ کھانا لائوں آپکے لیے۔۔۔ اسنے پوچھا تو وہاج نے آنکھیں کھول کر اپنے سامنے کھڑی دوہا سلطان کو دیکھا جو اس وقت پرپل فراق اور پلاز وپہنے سر پر دو بٹالیے وہ بڑی بڑی آنکھوں والی لڑکی اس کی رنگت نکھری نکھری سی لگ رہی تھی مگر اسکے گال ہر وقت سرخ

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔۔

رہتے تھے پنکھڑیوں جیسے لب۔۔ گھنی پلکیں۔۔ وہ خوبصورت تھی یہ ماننے میں کوئی آر نہیں تھی۔۔ اسنے نامیں سر ہلایا تو وہ کچن کی طرف بڑھ گئی جب واپس باہر آئی تو وہ اپنے کمرے میں جا چکا تھا۔۔ وہ اسکے اس رویے پر دل مسوس کر رہ گئی تھی۔۔ وہ ہر بار ایسا ہی کرتا تھا۔۔ وہ دوہامیر سلطان کو ناپسند کرتا تھا۔۔ اسکا لہجہ ہر کسی کے ساتھ کتنا نرم ہوتا تھا اور دوہامیر سلطان کے ساتھ؟ برف جیسا ہو جاتا تھا۔۔ اسے شاید ناپسند تھی دوہامیر اور دوہامیر سلطان کو؟۔۔۔ اسکے دل کا حال وہ اور اس کا خدا جانیں۔۔ وہ بھی اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی کمرے میں آتے اسنے اپنے لمبے بال کھولے اور شیشے میں انھیں دیکھنے لگی تھی۔۔ اسکے بال کمرے نیچے تک آتے تھے اسکے بال اسکا عشق تھے وہ اپنے بال کبھی نہیں کاٹتی تھی۔۔ پھر اسنے سادہ سا جوڑا کیا اور پھر کمرے میں لایٹ آف کر کے پورے کمرے میں اندھیرا کیا اور اے سی کو چلایا جو کہ ناچلا چلتا کیسے وہ تو حراب تھا کب سے پھر اسنے پھنکا چلایا اور اپنے سنگل بیڈ پر جا کر لیٹ گئی تھی اور کچھ دیر بعد وہ سو چکی تھی۔۔۔



بابا ہم اس یونی ٹرپ پر ضرور جائیں گے۔۔ ہمیں نہیں پتہ آپ اجازت دے دیں نہ۔۔ وہ کب سے اپنے بابا کی منتیں کر رہی تھی جو کہ کسی بھی صورت میں اپنی بیٹی کو ہود سے اتنی دور نہیں بھیجنا چاہتے تھے۔۔ دیکھیں دل رہا ہم آپکو ہود سے اتنی دور نہیں جانے دینا چاہتے۔۔ جب اچانک سٹڈی روم میں میر داخل ہوا تھا۔ کیا ہوا تیا جان؟ دل کو کیا چاہیے؟ مجھے بتائیں میں لادیتا ہوں۔۔ دل اسے دیکھ کر چہرا پھیر گئی تھی۔ میر کے دل کو کچھ ہوا تھا کیا وہ اس سے ناراض تھی؟ دل اسنے اسے پکارا تو دل نے کوئی جواب نہ دیا تھا۔۔ میر یہ نار ان جانا چاہتیں ہیں ٹرپ پہ یونی کے ساتھ جبکہ ہم انھیں ہود سے اتنا دور نہیں بھیج سکتے وہ میر کو دیکھتے ہی بولے تھے جبکہ وہ بھی اتنی دور کا سن کر خیر ان ہوا تھا۔۔ دل۔۔ آپ اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا دل کی آنکھوں

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔

میں آنسو دیکھ کر وہ چپ ہو اور پھر تایا جان سے بولا تھا مان جائیں تایا جان کچھ نہیں ہو جاتا۔ اس سے پہلے کے وہ کچھ کہتے دل باہر نکل گئی تھی روتی ہوئی۔۔۔ وہ تایا جان کو منا کر اب دل کے کمرے میں آیا تھا جو کہ بیڈ پر پری برے طرح سے رو رہی تھی۔ دل۔۔۔ اسنے اسے پکارا مگر وہ ان سنی کر گئی تھی۔۔۔ دل۔۔۔ دل میرے دل۔۔۔ ادھر دیکھو۔ یار رومت کیوں اپنی آنکھوں سے قیمتی موتی ضائع کر رہی ہو۔۔۔ یہ آنکھیں رونے کے لیے نہیں بنی۔۔۔ خاموش ہو جائو۔ میں نے تایا جان سے اجازت لے لی ہے۔۔۔ وہ اسکے پاس بھیٹھتا پیار سے بولا تھا ایک تو وہ اس سے پہلی بھی ناراض تھی اور اب وہ مسلسل رو رہی تھی میرے دل کو کچھ ہو رہا تھا۔۔۔ دل۔ اسنے بے بس ہو کر پکارا تھا۔۔۔

ختم کر دی ہے محبت کی داستاں تم پر۔۔۔

دل پر تمہارا نام لکھ کر قلم توڑ ڈالا۔۔۔



2 آج کتنی میٹنگز ہیں؟ وہ چلتے ہوئے اپنے سیکرٹری سے پوچھ رہا تھا۔۔۔ وہ مضبوط تو انامرد جو اس وقت وائٹ شلوار کمبیز میں ملبوس تھا کندھوں پر گرے شال لئے کالے بال کالی آنکھیں اور پیاری سی داڑھی جو کہ اسکے چہرے پر چار چاند لگا رہی تھی وہ گوری رنگت کا حامل مرد بہت خوبصورت تھا جب بھی کہیں سے گزرتا ہر کوئی اسے مڑ کر ضرور دیکھتا تھا وہ تھا جو اتنا ہینڈ سم۔ سر آج ایک میٹنگ ہے اور باقی ویسے بھی ہفتہ کو کوئی زیادہ کام نہیں ہوتا۔۔۔ جبکہ اسکی بات سن کر وہ سر ہلا گیا تھا اور لفٹ میں داخل ہوتے اب وہ اپنے فون پر بزی ہو گیا تھا پھر وہ لفٹ رکنے ہر اپنی گاڑی میں بھیٹھا اور احمر کو یہ کہنا نہ بھولا تھا۔۔۔ آج کی میٹنگ کینسل کر دو! جبکہ احمر ارے سر ارے ہی کرتا رہ گیا اور وہ گاڑی زن سے بگھالے گیا تھا گاڑی میں بھیٹے اسنے ایک کال ملائی تھی

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔۔

اور فون سپیکر پر ڈالا تھا۔۔ ہاں! شیر۔۔ میں گھر جا رہا ہوں ابھی۔۔ جبکہ آگے سے کچھ کہا گیا تو وہ قہقہہ لگا گیا تھا اچھا چلو میں راستے میں تم سے ملتا جاؤں گا۔۔ ہم۔۔ سہی ہے پھر اسنے کال کاٹ دی تھی۔۔ ایک گھنٹے کے سفر کے بعد وہ اپنے اپنی منزل کے بہت قریب پہنچا تھا پھر اسنے ایک باغ کے باہر گاڑی کھڑی کی اور اندر چلا گیا۔۔ وہاں ہر طرف سبزہ ہی سبزہ تھا ہر طرح کے پھول اور پھل لگے تھے سامنے ایک کافی بڑا سادرخت تھا جسکے ایک مضبوط تنے کے ساتھ بینک باندھی گئی تھی اور اسکی رسیوں پر پھولوں کی ویل سچی تھی پورا جھولایوں لگتا تھا جیسے پھولوں سے سجایا گیا ہو۔۔ وہ مسکرایا تھا ایک محبت بھری مسکراہٹ۔۔ پھر وہ چلتا چلتا اس جھولے کے پاس آیا تھا اور آنکھیں بند کیں تھیں یوں جیسے کسی کی خوشبو محسوس کرنا چاہی ہو مگر پھر وہ آنکھیں کھول گیا تھا شاید وہ اپنی مرضی کی خوشبو نہ محسوس کر سکا تھا۔۔ اسکی لب واہوئے اور اس کی سحر طاری کرتی آواز گھونجی تھی وہاں۔۔ ”تمہاری خوشبو کا میں دیوانہ ہوں تمہاری خوشبو میری پسندیدہ خوشبو ہے تمہاری خوشبو محسوس کرنے کے لیے بہت تڑپا ہوں مگر اب اور نہیں عزیزم اب تمہیں وامق سلطان کی قید میں آنا ہو گا اور میرے عشق کی تپش اتنی ضرور ہے کہ وہ تمہارے دل تک بھی پہنچے۔۔ اور پھر وہ مڑا اور وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔ کچھ دیر بعد وہ گاڑی میں بھٹیٹھا جب اسے کال آئی ساری یار لیٹ ہو گیا ہوں۔ وہ روشے کو پھول چاہیے تھے تو میں وہ لینے چلا گیا تھا مالی سے جو یہاں کے قریبی باغ میں ہوتا ہے۔۔ فون کان سے لگاتے ہی اسے شیر و کی آواز آئی تھی جبکہ وہ بس فون کو گھور کر رہ گیا تھا۔ اچھا پھر آج میں نہیں آ رہا اب وقت کافی ہو گیا ہے۔۔ اور پھر سلام و دعا کے بعد وہ فون بند کر گیا تھا۔۔

گل یار مجھے آج بھی یاد آتا ہے ہمارا اس باغ میں جانا۔۔ اسنے چھٹ کے جنگلے پر کمنیاں ٹکائے کہا تھا۔۔ جبکہ دل اسے دیکھتی بولی تھی۔۔ کیا روشے تم بھی نہ لا لانے لا کر تو دیے نہ تمہیں وہ



مزید اچھے اچھے ناولز پر ہننے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔

پھول۔۔ جبکہ اسکی بات سنتے روشنانے دھندلی ہوتی آنکھوں کو آسمان پر ٹکاتے دل میں سوچ رہی تھی۔۔ مجھے وہ باغ میں موجود انسان یاد آتا ہے اسکی وہ ساحر آنکھیں۔۔ اسکی وہ وائلن کی دھن یاد آتی ہے۔۔ وہ اسکا بات کرنے کا انداز وہ اسکا چہرہ یاد آتا ہے مجھے تو وہ باغ والا یاد آتا ہے۔۔ پھر وہ خاموشی سے نیچے چلی گئی تھی ورنہ گل اسکے آنسو ضرور دیکھ لیتی۔۔

13 اچھا اگر تم اب بھی نہ چپ ہوئی تو میں اب جب لندن جائوں گا تو کبھی واپس نہیں آؤں گا۔ اسنے سوچ کر کہا تھا جانتا تھا کہ وہ اس کے بغیر نہیں رہ سکتی جبکہ وہ اسکی اس بات پر جھٹکے سے اٹھ بھیسے تھی۔۔ میررررر۔۔ اور اسے ناراض نظروں سے دیکھا تھا اور وہ اسکے اس انداز پر کھل کر ہنسا تھا۔۔ اوکے اوکے۔۔ میں نہیں کچھ کہتا تم چپ ہو جاؤ۔۔ اور اسکے آنسو پونچھتے تھے اپنے ہاتھ سے۔۔ وہ اب اسے دیکھ رہی تھی۔۔ کیا بابا نے اجازت دے دی؟ اسکے پوچھنے پر وہ سر ہاں میں ہلا گیا جبکہ وہ حوشی سے اچھل پڑی۔۔ کیا؟ سچی۔۔ میر ہم نار ان جائیں گے؟ ہاں اور اسنے سر ہلایا جبکہ اب وہ بچوں کی طرح حوش ہوتی بیڈ پر کود رہی تھی جب اچانک اسکی امی کمرے میں داخل ہوئیں تھیں۔۔ دلربا یہ کیا طریقہ ہے؟ وہ اسے بیڈ پر اچھلتے دیکھ کر بولیں تھیں جبکہ وہ جلدی سے نیچے اتری تھی اور اب میر کے پھیچے چھپ کر کھڑی تھی ان کی ڈانٹ سے بچنے کے لیے اور میر نے انھیں بہلا پھسلا کر کمرے سے باہر نکالا تھا۔۔ اور پھر وہ دل کی جانب مڑا تھا۔۔ دل۔۔ آئندہ اتنی چھوٹی چھوٹی باتوں پر اگر تمھاری آنکھ سے آنسو نکلانہ تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔ وہ اب سنجیدہ لہجے میں بولا تھا جبکہ دل اسے آنکھیں پھیلا کر دیکھ رہی تھی ایسے وہ کبھی کبھی ہی بولتا تھا جب اسے دل کا کسی بات پر رونا برا لگتا تھا تو جبکہ اسکی پھیلی آنکھوں کو دیکھ کر اسے بے اختیار اس پر پیار آیا تھا اور وہ چہرہ اچھیر گیا تھا پھر دل نے مڑتے اسکی آنکھوں میں دیکھا تھا جہاں اسکی لیے پیار ہی پیار تھا وہ نظریں جھکا گئی تھی۔۔ جانتی ہوں نہ یہ دل تمھارے نام پر دھڑکتا

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔

ہے تو مت تڑپایا کرو۔۔ دل۔۔ وہ اسکا ہاتھ اپنے سینے پر رکھتا ہوا بولا تھا۔ دل کے گال شرم سے لال ہو گئے تھے وہ شرم کر نظریں جھکا گئی تھی۔۔ اور پھر باہر بھاگ گئی تھی۔
تجھ سے وہ آخری عشق ہے مجھے۔۔۔

جو پہلی بار ہوا ہے۔۔ جاننا۔۔  

وہ سوکراٹھی تو دیکھا کہ رات کے نو بج رہے تھے وہ حیران رہ گئی اسے کسی نے نہیں جگایا تھا وہ جلدی سے اٹھی اور نماز پڑھی پھر وہ نیچے گئی تو اسکے قدم سیڑھیوں پر ہی رک گئے تھے ڈائنگ ہال کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور سب ڈنر کر رہے تھے اسنے دیکھا تھا نانا جان کیسے وہاں سے باتیں کرتے کھانا کھا رہے تھے۔۔ باقی سب بھی بھیسے سکون سے کھانا کھا رہے تھے۔۔ کسی کو اسکی کمی نہیں محسوس ہو رہی تھی؟ کسی نے اسے نہیں جگایا تھا کیا وہ اتنی غیر اہم تھی؟ اسکا دل دکھ سے بھر گیا وہاں میر بھلا کیوں کسی کے لیے ضروری ہوگی؟ وہ وہیے واپس چل دی تھی جانتی تھی اب یہ محفل رات دیر تک جمے گی۔۔ اور اب وہ چھت پر بھیسٹی ہوئی ادھورے چاند کو دیکھ رہی تھی۔۔ ماما بابا۔۔ آئی مس یو۔۔ کاش آپ لوگ میرے پاس ہوتے۔۔ ایک آنسو اسکی آنکھ سے نکل کر بے مول ہوا تھا اور پھر وہ ہاتھوں میں چہرہ چھپائے رو دی تھی اسنے جب سے ہوش

سمجھا لا تھا اسنے اپنی ذات کو کہیں نہ کہیں اس گھر میں مس فٹ پایا تھا۔۔ وہ تھی شوخ و چنچل سی بظاہر وہ زیادہ باتیں محسوس نہ کرتی تھی مگر وہی سب سے زیادہ ہر چیز کو نوٹ کرتی تھی اسنے دیکھا تھا اپنی ذات کا نظر انداز ہونا۔۔ وہ سب سے زیادہ نانا کی محبت کو ترسی تھی۔ وہ اس کو ناپسند کرتے تھے انھیں اسکا وجود ہمیشہ سے گراں گزرتا تھا اور یہ بات ہر کوئی جانتا تھا مگر وہ وہ نانا کے لیے اپنی جان دینے کو بھی تیار رہتی تھی اسے ان سے بے پناہ محبت تھی وہ نانا کے لیے کچھ بھی کر سکتی تھی۔۔ مگر۔۔ نانا اسکو دیکھنا بھی پسند نہ کرتے تھے باقی سب لڑکیوں سے اس کی دوستی تھی مامیاں بھی

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔

بس ٹھیک تھیں اسکے ساتھ کبھی جب موڈ ہوتا تو اسے سنا دیتی تھیں اپنے مزاج کی مالک تھی وہ سب بھی۔ دوہامیر کی زبان بھی جب چلتی تو اپنا جادو دیکھاتی تھی اور اگلے بندے کا پاراہائی کروا دیتی تھی۔۔ تعلیم بھی اسکو بس دسویں تک دلوائی گئی تھی وہ بھی اسی علاقے کے سکول سے وہ بہت چیخی چلائی شور مچایا مگر اسکو اس سے آگے نہ پڑھنے دیا آگیا تھا اسکو اسکی زندگی سلطان حویلی سے شروع ہو کر وہی ختم ہو جاتی تھی اسے بہت شوق تھا پڑھنے کا مگر اسکا یہ حواب کبھی پورا نہ ہوا تھا اور شاید کبھی ہونا بھی نہ تھا۔ اسے وہاں بھیٹے بھیٹے وقت کا احساس ہی نہ ہوا ہوش تو تبا آیا جب بھوک سے پیٹ میں چوہے دوڑنے لگے تھے۔۔ وہ اٹھی اور نیچے کی جانب بڑھی تھی کمرے میں آکر اسنے منہ دھویا تھا اور ٹائم دیکھا تو رات کے بارہ بج رہے تھے ہر طرف سناٹا چھایا ہوا تھا سب سوئے ہوئے تھے۔۔

وہ باہر نکلی اور آہستہ آہستہ نیچے کی جانب قدم بڑھائے تھے۔ کچن میں جا کر اسنے لایٹ آن کی اور جلدی سے جا کر ہاٹ پاٹ دیکھا تھا جہاں ن کی روٹی پری تھی وہ بھی آدھی اسکی آنکھوں سے بے اختیار ایک آنسو گرا تھا وہ بہت مضبوط لڑکی تھی یوں باتوں بوتوں پر روتی نہ تھی مگر کبھی کبھی دوہا میر ہود کو بلکل اکیلا محسوس کرتی تھی۔۔ اپنوں کے رویے بھی کبھی کبھی انسان کو توڑ دیتے ہیں۔ اب بھی اسنے صبح کا ناشتہ کیا ہوا تھا اور یہاں دن کی روٹی پڑی وہ بھی آدھی وہ مڑی اور پھر وہی چیئر پر بھیٹ کر کھانے لگی تھی۔ 4 وہ خاموشی سے بھیٹھا اپنا کام کر رہا تھا لیپ ٹاپ پر جب اچانک اسے کافی کی طلب ہونے لگی تھی وہ اٹھا اور ٹائم دیکھا جو کہ رات کے بارہ بج رہے تھے اسنے سیلپر پہنے اور کمرے سے باہر نکل گیا تھا نیچے آتے کچن کی سائڈ پر جب وہ آیا تو وہاں کی لایٹ آن تھی یعنی کوئی تھا کچن میں وہ آہستہ آہستہ چلتا کچن کے دروازے تک آیا جب اسنے دیکھا کوئی شلف کے قریب کھڑا تھا سر جھکا یا وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا جب اسنے دیکھا دوہا کو جو کہ بھیگے چہرے

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔

کے ساتھ اب چیر پر بھیٹھی کھانا کھا رہی تھی اسنے تعجب سے اسکے آنسو دیکھے۔ کیا وہ رو رہی تھی؟ مگر کیوں وہ کچن میں داخل ہوا تھا جب دوہایوں اچانک اسے دیکھ کر ڈری تھی مگر پھر خاموشی سے اپنا کھانا کھانے لگی تھی جلدی جلدی وہ اسکے پاس آتا وہاں بھیٹھ گیا تھا اسنے حیرت سے دیکھا تھا سے کھاتے ہوئے آج تو کھانا باہر سے آیا تھا تو کیا وہ نہیں جانتی تھی یا اسنے کھانا نہیں کھایا تھا جواب کھا رہی تھی وہ بھی دن والا کھانا وہ جانتا تھا کہ وہ کبھی یوں پہلے کا پڑا ہوا کھانا نہیں کھاتی تھی۔۔ اسنے دیکھا وہ اب کھا کر جلدی سے اٹھی تھی اور برتن دھونے لگی تھی۔۔ دوہا! اسنے پکارا تھا۔۔ جی؟ وہ ڈر کر مڑی تھی۔۔ یہ وقت ہے کھانا کھانے کا؟ جبکہ اسکے اس سوال پر اسے وہ وقت یاد آیا جب وہ ڈنر کرتے ہوئے نانا جان کے ساتھ ہنس رہا تھا۔۔ جی! کیوں اس پر بھی پابندی ہے کیا؟ سوال کا سیدھا جواب دینا تو اسنے سیکھا ہی نہ تھا۔ جبکہ اسکے اس جواب پر وہ اسے گور کر رہ گیا تھا۔ میرے لیے کافی بناؤ! دوہا میر سلطان اور وہ جب غصے میں ہوتا تھا تو وہ اسے پورے نام سے پکارتا تھا۔۔ پہلے تو اسکا دل کیا کہ دے نہیں بناتی۔ مگر وہ اب آدھی رات کو تماشہ نہیں چاہتی تھی اور پھر وہ کافی بنانے لگی تھی ساتھ ساتھ وہ بڑبڑا بھی رہی تھی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اسنے تو ہینڈ فری لگائے ہوئے ہیں لگائے تھے وہ کون سا سن رہا تھا۔۔ جبکہ وہ اسکی گوہر افشائیاں سن رہا تھا کیونکہ وہ بس ہینڈ فری لگایے بھیٹھا تھا فون نہیں یوس کر رہا تھا۔ اسنے کافی بنا کر وہاج کے سامنے رکھی تھی۔ اور پھر کچن سے باہر نکل گئی تھی وہ بھی اپنی کافی لیے کچن سے باہر نکلا تھا۔

اسے اجازت مل گئی تھی اگلے دن وہ میر کے ساتھ شہر جا کر زیادوسی شاپنگ کر آئی تھی پھر اسنے پیکنگ کی اور اب وہ میر کے سر پر کھڑی اس سے نئے فون کی ڈیمانڈ کر رہی تھی جبکہ پہلے تو وہ ٹالتا رہا پھر اسنے اسکے لیے نیا فون آرڈر کیا تھا اور دل حوشی حوشی اسکے کمرے سے چلی گئی تھی جبکہ

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔

اسکے جانے کے بعد وہ اٹھا اور تایا جان کے کمرے کی جانب چل دیا تھا اسنے دروازہ ناک کیا اور اجازت ملنے پر وہ اندر داخل ہوا تھا تایا جان مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے۔۔ جبکہ وہ مسکرائے اور اسے بھٹھے کو کہا تھا۔ ہاں تو میر کیا بات ہے؟ تایا جان آپ جانتے ہیں میری سٹڈیز کمپلیٹ ہو گئیں ہیں اور میں بزنس بھی ساتھ ساتھ سمجھال رہا ہوں۔۔ میرا ہاسپٹل بھی بس کمپلیٹ ہو جائے گا جلد ہی اور میں ایک پروفیشنل ڈاکٹر کے لحاظ سے اپنی جاب سمجھالوں گا۔ اس لیے میں چاہتا ہوں۔ کہ میں اب نکاح کر لوں۔۔ اسنے اب کہ انھیں دیکھا تھا۔ اچھا تو تم نکاح کرنا چاہتے ہو۔۔ کوئی لڑکی ہے تمھاری نظر میں؟ انھوں نے جانچتی نظروں سے انھیں دیکھا تھا۔۔ جبکہ میر اس بات پر انھیں دیکھ کر معصوم شکل بنا گیا تھا تایا جان! آپ جانتے ہیں میں دل سے محبت کرتا ہوں۔۔ پھر بھی۔ جب کہ اس کی اس بات پر وہ جاندار سا مسکرائے تھے۔۔ برہر دار ہم جانتے تھے تم یہی کہو گے۔ لیکن ابھی ہم دل کے بارے کوئی فیصلہ نہیں کرنا چاہتے۔۔ ابھی وہ چھوٹی ہے۔۔ جبکہ میر نے بھی سر ہلایا۔۔ ہم چھوٹی تو واقعے ہی ہے۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ اسکے نام کے ساتھ میرا نام جھڑے۔۔ وہ مجھے سوچے۔۔ وہ میرے نام سے جانی جائے۔۔ دل ربا سلطان کے ساتھ میرا سلطان کا نام آئے ہمیشہ۔۔ میر ہم اس بارے میں دل کے ٹرپ سے واپس آنے کے بعد ہم کوئی فیصلہ کریں گے۔ ٹھیک ہے تایا جان مگر جواب ہاں میں ہونا چاہیے۔ میر نے ان سے کہا تھا تو وہ مسکرائے تھے اور پھر بولے تھے میر تم ہمارے بیٹوں سے بھی زیادہ ہمیں عزیز ہو۔۔ فیصلہ تمھارے ہی حق میں ہوگا۔

او کے تو اب حیدر تیمور تم شرط ہار گئے ہو تو تم کو ہماری بات ماننی ہوگی۔۔ آج فرسٹ آر کا فرسٹ ڈے ہے تو اب جو بھی لڑکی اس کو ریڈور سے داخل ہوگی تمھیں اسے پٹانا ہوگا اور اس سے آئی لویو کہلوانا ہوگا۔۔ جبکہ اسکی بات سن کر حیدر کو کوفت ہوئی تھی۔ او کے حیدر تیمور کے

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔

لیے یہ بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔۔ اور پھر وہ کوریڈور کے پاس کھڑا ہو گیا جب اس نے دیکھا ایک لڑکی چلتی ہوئی آرہی تھی اس نے اسے اوپر سے نیچے تک دیکھا تھا وہ جو بھی تھی کھلے سے فراق کے ساتھ پلاز وپہنے ہوئے تھی اوپر ایک کالے رنگ کی چادر لیے ہوئے تھی جو کہ اسکے نازک سے وجود کو ڈھانپنے ہوئے تھی ہاتھوں میں کچھ کتابیں تھی کندھے پر بھیگ اور چہرہ اچھا ہوا تھا آنکھیں نظر آرہیں تھیں حیدر نے بیزاری سے سر جھٹکایا تو کوئی بہن جی ٹائپ لڑکی ہے پتا نہیں پڑے گی بھی کہ نہ۔۔ یہ تم بول رہے ہو؟ جس کے پھیچے ناجانے کتنی پاگل ہیں۔۔ ہاشم کی بات سن کر وہ قہقہہ لگاتے بولا تھا ہاں یہ تو سہی ہے مگر اسے دیکھ کر تو لگتا ہے اسکے ساتھ رہنے سے میرا سٹینڈرڈ لو ہو جائے گا وہ پھر اس لڑکی کی جانب چل دیا تھا اور اچانک اس سے ٹکرایا تھا وہ اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکی اور اس سے پہلے کہ وہ گھرتی حیدر نے اسے تھامنا تھا اور وہ جو آنکھیں بند کر گئی تھی اپنے آپ کو نیچے نہ گرا محسوس کر کے اس نے آنکھیں کھولی تھیں اور جلدی سے سامنے دیکھا جہاں۔ کوئی اسے تھامے کھڑا تھا وہ جلدی سے پھیچے ہوئی تھی جبکہ وہ اب اسے غصے سے گھور رہا تھا آندھی ہو کیا دیکھ کر نہیں چل سکتی جبکہ اتنی سی بات پر ہالہ کی آنکھیں بھیگی تھیں سوری بولو! اسکے غصے سے بولنے پر اس نے جھکاسر اٹھایا اور اسے دیکھ جبکہ اسکی بھیگی آنکھیں دیکھ کر وہ حیران ہوا تھا اتنی سی بات پر کون روتا ہے؟ وہ حیرت سے اسے دیکھتا بولا تھا جبکہ اسکے ایسا کہنے پر وہ اسے دیکھتے سوری کہتی نیچے جھکی اور اپنی کتابیں اٹھائیں حیدر اسے جاتا ہوا دیکھتا رہا تھا پھر اسرار سا مسکرایا اور آگے بڑھ گیا جب اسکا فون بجائے دیکھا تو اسکی بہن کی کال تھی وہ مسکرایا اور اپنی بہن کا فون اٹھایا تھا اور پھر بولا تھا چندا تمہارا سامان میرے پاس ہے جو کچھ کہا تھا جب گاؤں آؤں گا تو لے کر آؤں گا اور پھر کافی دیر بات کرنے کے بعد اس نے کال بند کی اور اپنے اپارٹمنٹ چلا گیا تھا

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔

اُتر پورٹ سے باہر آتے ہی اسنے گہرا سانس اندر کھینچا تھا اور آنکھیں بند کر کے کھولی تھی وہ مسکرایا تھا پر اسرار مسکراہٹ سے ویسی مسکراہٹ جیسی کسی کو تباہ کرنے کے بعد چہرے پر آتی ہے یا کسی کو تباہ کرنے کے خیال سے آتی ہے۔۔ پھر وہ مسکراہٹ سمٹ گئی اور یوں لگا جیسے وہ کبھی مسکرایا ہی نہ ہو اب وہ پارکنگ کی جانب آیا اور اپنی گاڑی میں بھیٹھا تھا اور پھر گاڑی زن سے بگھالے گیا تھا وہ پانچ سال بعد واپس آیا تھا اور کیوں آیا تھا؟ انتقام لینے۔۔ کسی کو برباد کرنے۔۔ 5 وہ اپنے سٹڈی روم میں بھٹھے ہوئے کوئی کتاب پڑھ رہے تھے جب کوئی اندر داخل ہوا تھا انہوں نے سامنے اسے دیکھا تو ان کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔ آہو نوجوان آج اپنے دادا کی یاد کیسے آگئی اسے بیٹھنے کا اشارہ کرتے وہ بولے تو وہ جاندار سا مسکرایا تھا۔۔ دادا آپ کو میں بھولا ہی کب تھا اچھا مجھے یہ بتائیں کہ وہ لندن کی میٹنگ میں کون جا رہا ہے؟ وامق کا دوسری میٹنگز ہیں اور باقی سب بھی کہی نہ کہیں فارغ نہیں ہیں تو لندن کون جائے گا؟۔۔ وہ اسکے بات سنتے سوچ میں پڑ گئے پھر بولے تم چلے جاؤ دو دن کی ہی تو بات ہے۔۔ جبکہ وہ ہاں میں سر ہلا گیا۔ اوکے جیسے آپ کہیں۔ مجھے تم سے ایک معاملہ ڈسکس کرنا تھا وہاں! انہوں نے عجیب سے لہجے میں کہا تو وہ چونک گیا۔ جی کہیے کیا بات ہے دادا۔۔ میں چاہتا ہوں کہ میں اس لڑکی کی شادی کر کے اسے کسی کے ساتھ رخصت کر دوں میں مزید اسے اپنے گھر میں برداشت نہیں کر سکتا۔۔ وہاں نے اچنبے سے انہیں دیکھا بھلا وہ کس کی بات کر رہے تھے؟ دادا آپ کس کی بات کر رہے ہیں؟ میں سمجھا نہیں۔ جبکہ وہ اسے دیکھتے سرد لہجے میں بولے تھے مجھے اس گھر میں صرف ایک ہی وجود کا نام لینا پسند نہیں۔ جبکہ ایک دم اسے سمجھ آیا وہ کس کی بات کر رہے ہیں وہ دو ہامیر سلطان کی بات کر رہے تھے ایک وہی وجود ان کے لیے ناقابل برداشت تھا۔ دو ہا کا نازک سا سراپا اس کی آنکھوں میں لہرایا تھا اسکے دل میں ہلچل مچی تھی۔۔ وہ لب بھینچ گیا۔ مگر دادا ابھی وہ صرف اٹھارہ سال کی ہے۔ وہ اور تاریخ گواہ ہے۔۔ سردار وہاں سلطان آج مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔

پہلی بار دوہامیر سلطان کے حق میں بولا تھا اور شاید آگے بھی بولنے والا تھا۔ ہمیں اس چیز سے کوئی سروکار نہیں وہ لڑکی ہمارے لیے نہ پہلے اہمیت رکھتی تھی اور نہ ہی اب رکھتی ہے۔ ہم نے اپنے ایک جاننے والے سے بات کی ہے وہ جلد ہی کوئی رشتہ ڈھونڈ کر ہمیں بتائیں گے اور ہم اس لڑکی کو اس گھر سے چلتا کریں گے۔ وہ غصے سے بولے تھے۔ جبکہ وہاں کی بات سننا فقت سر ہلا گیا تھا اسکی آنکھوں میں بار بار دوہامیر سلطان کا سراپا لہرا رہا تھا۔ وہ سر جھٹک گیا۔



وہ گھر آتے ساتھ اپنے کمرے میں گھس گئی تھی اور پھر شام تک سوتی رہی تھی۔ ابھی وہ اٹھی تو شام کے پانچ بج رہے تھے اسنے۔ شاور لیا اور نیچے چلی گئی۔۔۔ واہ جی واہ اٹھ گئی مہرانی جی۔۔۔ اماں نے اسے دیکھتے کہا تو وہ لب بھینچ گئی تھی اپنے لیے کھانا نکالتے وہ واپس کمرے کی جان بڑھی تھی انکی ایسی باتوں کی وہ عادی تھی جانتی تھی وہ ہر کام میں زہر گھولنا انکا پسندیدہ کام تھا انکی باتوں پر اسکا دل تو بہت دکھتا مگر وہ کبھی باز نہ آئیں تھی اسکو ہر وقت اسکی عام سی شکل و صورت کے تعنے دیتے نورین بیگم کبھی نہ تھکتی تھیں وہ انکی سوتیلی ماں تھی مگر ہالہ کے ساتھ آنکھوں رویہ بہت بڑا تھا وجہ اسکی عام سی شکل و صورت تھی وہ چار بہن بھائی تھے سب سے پہلے راہب کمال شاہ پھر حسن شاہ پھر صالح شاہ اور پھر ہالہ شاہ ماما کی وفات تب ہوئی جب ہالہ تین سال کی تھی پھر بابا نے دوسری شادی کر لی اس سے انکے دو بچے تھے ایک ثنا شاہ اور ایک شورا نم شاہ جو سب سے چھوٹا تھا ہالہ کی صرف شورا نم سے دوستی تھی باقی ثنا تو اس سے جب بھی بات کرتی نورین بیگم اسے باتیں سناتیں بھائی اسکے بابا کے ساتھ بزنس اور زمینیں سنبھالتے تھے بھابیاں اسکی تینوں کافی اچھی تھیں اور وہ زیادہ تر اپنے بھائی کی بیٹی کو سنبھالتے پائی جاتی اس چھوٹی سی پانچ سال کی گڑیا میں اسکی جان تھی آج اسکا یونی میں پہلا دن تھا جو کہ بس گزر گیا کسی طرح اور آج کا واقعہ یاد آتے اسکا دل دھڑکا تھا اگر اسے اس لڑکے کے ساتھ کوئی دیکھ لیتا تو؟ یہ سوچتے وہ کانپ

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔

گئی تھی۔ پھر وہ کتابیں لے کر پڑھنے بھیٹھی تھی۔ اور پھر رات دیر تک پڑھتے پڑھتے کب اسکی آنکھ لگی اسے علم ہی نہ ہوا۔



جیسے ہی انکی بس مری میں داخل ہوئی دل کے لبوں سے واہ بے اختیار نکلا تھا ہر طرف برف ہی برف دیکھ کر اسکا دل چاہ کہ وہ جلدی سے اب برف سے کھیلے وہ کیوٹ کیوٹ سے منہ بناتی اس وقت بہت پیاری لگ رہی تھی اور کوئی اسکی ہر حرکت کو بری فہرست سے دیکھ رہا تھا ان آنکھوں میں ایک عجیب سا سرد تاثر تھا لبوں پر ایک پراسرار سی مسکراہٹ تھی وہ بلاشبہ ایک حسین مرد تھا وہ کسی بھی لڑکی کا آئیڈیل ہو سکتا تھا۔ پھر کچھ دیر بعد انکی بس ہوٹل پہنچی تو سٹوڈنٹس ریلے کی طرح باہر نکلے تھے پھر سب اپنے اپنے رومز کی جانب چل دیے تھے انکا ٹرپ پورے دو ہفتوں کا تھا سب آرام کرنے چلے گئے گھومنے کا ارادہ کل سے تھا مگر دل کچھ دیر سونے کے بعد بالکنی مین جا کھڑی ہوئی ہر طرف برف ہی برف تھی وہ اس منظر میں کھوسی گئی اب اسے اپنے پیٹ میں۔ چوہے ڈھوڑتے محسوس ہوئے مگر وہ کمرے سے باہر اپنی دوست کے ساتھ جانا چاہتی تھی سوائے ادھر ادھر۔

نظر دھرائی جب اسے اپنے کمرے کی بالکنی سے دائیں طرف ایک سیب کا درخت نظر آیا جس پر اتنے پیارے پیارے سیب دیکھ کر اسکے منہ میں پانی آگیا اسنے دیکھا تو وہ درخت ساتھ والے روم کی بالکنی کے بالکل سامنے تھا وہ اگر اس بالکنی پر جاتی تو وہ سیب اتار سکتی تھی اسنے ارد گرد دیکھا تو کوئی نہ تھا وہ جلدی سے اس بالکنی میں کود گئی تھی پھر وہ آرام سے اس چھوٹی سی دیوار پر کھڑی ہوئی اور ہاتھ آگے کرتے سیب اتارنے لگی اسے یہ تک یاد نہ تھا اگر یہاں سے گرتی تو اسکی کوئی ہڈی نہ بچتی ہاتھ اچانک آگے کرتے اسکا پیر پھسلا اور اس سے پہلے وہ گرتی اسکے منہ سے زوردار چیخ نکلی اور وہ دونوں ہاتھوں سے دیوار تھام گئی تھی 6 گلے دن وہ سب لڑکیاں زمین کے کمرے مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

میں گھسی گپیں لڑا رہیں تھیں جب ہدی نے سب کو اپنی جانب متوجہ کیا تھا یہ دیکھو سب یہ جیولری کیسی ہے میں آرڈر کر رہی ہوں کسی کو کچھ منگوانا ہے۔۔ ہاں دوہانے جھٹ لیپاٹ اپنے سامنے کیا تھا کیونکہ اسکے نوزین پہننے کا شوق چڑھا تھا ان دنوں سوراخ بھی اسنے ایک دو دن میں کروانا تھا اسنے نوزین سیلیکٹ کی اور ہدی کو لیپاٹ دے دیا دین اسکو حیرت سے دیکھتے بولی تم نے نوزین لینی ہیں؟ ہاں وہ سر ہلا کر جواب دے گئی مگر تم تو نہیں پہنتی تھی نہ؟ اسنے حیرت سے پوچھا ہاں نا مگر اب میرا دل کرتا ہے نوپن پہننے کو۔ اور پھر وہ لوگ کسی اور بات کی طرف متوجہ ہو گئیں مگر دروازے میں کھڑے وہاج سلطان نے اسکی بات سنی تھی اور وہ جو کسی کام سے آیا تھا وہ واپس مڑ گیا وہ کل سے دادا کی بات مسلسل سوچ رہا تھا مگر ناجانے کیوں وہ بے چین سا تھا وہ اتنے بڑے گائوں کا سردار کل سے صرف اس بات پر بے چین تھا کہ دادا نے دوہا کی شادی کی بات کی تھی وہ اس سے دس سال چھوٹی تھی وہ نہایت بد تمیز تھی اگلے بندے کو منہ پر جواب دیتی تھی وہاج سے تو اسکی پہلے بھی کبھی نہ بنی تھی وہ اس سے بات بھی کم ہی کرتا تھا مگر اسے آج بھی یاد تھا جب دوہا میر آٹھ سال کی تھی وہ اس سے کتنی اٹیچ تھی ہر کام اسے کہتی وہ اسکی ہر بات مانتی تھی اور پھر اس ایک بھیانک رات کے بعد وہ چلا گیا تھا امریکہ دوہا بدل گئی تھی جب وہ واپس آیا تو وہ اسے پہچانتی بھی نہ تھی اوپر سے اسکا بد تمیزی کرنا جواب دینا اس سب سے وہاج کو اس پر غصہ آتا تھا اور وہ اسے ڈانٹ دیتا آہستہ آہستہ وہاں جنبی سے بن گئے تھے مگر کل سے اسکا زہن منتشر تھا دادا کی بات سن کر۔۔



ہر ہفتے انکے گائوں میں ناک اور کان سلائی کرنے والی ماسی آتی تھی اور اب بھی وہ اسی کا انتظار کر رہی تھی باہر باغ میں بھٹیٹھ کر باقی لڑکیاں بھی بھٹیٹھی گپیں مار رہیں تھیں وہ بار بار دروازے کے جانب دیکھتی اور پھر چکر کاٹنے لگی تھی جب اچانک وہاج اپنی گاڑی کی جانب جاتا دکھائی دیا

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔

تھا ساتھ نو کرنے اسکا سامان پکڑ رکھا تھا اور وہ ڈگریں رکھ رہا تھا دوہامیر اسے دیکھتی رہی تھی وہاں ہو دپر کسی کی نظریں محسوس کر کے اسنے ارد گرد دیکھا تو اسے دوہامیر ہد کو دیکھتی محسوس ہوئی تھی دونوں کی نظریں ملیں تھیں دوہا ایک دم سے رخ موڑ گئی اور وہاں سلطان کا دل زور سے دھڑکا تھا پھر وہ گاڑی میں بھٹیٹھتے گاڑی زن سے بگھالے گیا اسنے مڑ کر گیٹ سے نکلتی اسکی کار کو دیکھا تھا وہ آج بھی اسکے سینے میں دھڑکتا تھا وہ اسکے اندر کسی مرض کے جیسا تھا جان لیوا مرض جو اسکے مرنے پر ہی ختم ہونا تھا وہاں سلطان اسکے اندر باہر ہر طرف تھا وقت گزر گیا مگر وہ آج بھی وہاں سلطان کے عشق کی قید میں تھی وہ ایسی قید تھی جس سے آزادی صرف تب حاصل ہوتی جب اسکی روح اسکے جسم سے آزاد ہوتی۔۔ دوہامیر سلطان آج بھی وہاں کے اس رات کہے لفظوں کی قید میں تھی وہ لفظ جو اسے بنجر کر گئے تھے اس رات پرانی روہامر گئی تھی اور جو بچی تھی وہ کہیں اندر دل کے ایک کونے میں سسکتی تھی وہ پتھ ہو گئی تھی مگر اپنے جزبات اسے چھپانے آگئے لوگوں سے۔۔۔۔

اپنے پر گزری قیامت کی میں واحد گواہ ہوں
میں ہی جانتی ہوں جو درد میں سہا ہے۔۔۔



اگلے دن اسنے جب یونی میں قدم رکھا تو اسے حیدر تیمور سب سے پہلے نظر آیا تھا وہ نگاہیں جھکا کر گزر جانا چاہتی تھی مگر وہ اسکا راستہ روک گیا بات سنو لڑکی؟ اسنے پکارا تھا۔۔ جج جی۔۔ وہ اٹک کر بولی تھی۔۔ مجھے تم سے سوری کہنا تھا کل کے لیے۔۔ سوری! اسکی بات سنتی وہ بس سر ہلا گئی تھی۔ اور اس سے پہلے کہ وہ وہاں سے گزر جاتی وہ اسکا ہاتھ تھام چکا تھا۔۔ وہ آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہی تھی۔۔ ہمارا ہاتھ چھوڑیں۔۔ تم نے مجھے معاف کر دیا ہے نا تو پھر چلو کیفے میں نے تمھاری وجہ سے ناشتہ نہیں کیا تم ناراض تھی نا۔۔ جبکہ وہ اچنبے سے اسے دیکھ رہی تھی

مزید اچھے اچھے ناولز پر ہنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔

-- مم می میری وجہ سس سے؟ کیوں؟ اسکی حیرت کی انتہا نہ تھی۔ تم پر کل غصہ کیا نا اس لیے کچھ کھانے کو دل نہ کیا۔ کل تم روئی بھی تھی۔۔ سوری یار اب سے نہیں کروں گا۔۔ لیکن ہم کیوں جائیں آپکے ساتھ آپ مرد ہیں اور ہم عورت ہم مردوں سے دوستی نہیں کرتے۔۔ وہ روانی سے بولی تھی جبکہ وہ دل میں اس لڑکے کو گالیوں سے نوازنے لگا جس کی وجہ سے یہ بلا اسکے پلے پڑی تھی۔ یار ہم صرف دوست بن کر رہیں گے ناپلیز۔۔ مان جاؤ ورنہ میں کھانا نہیں کھا پائوں گا حیدر نے اپنے ڈسپلنز کی نمائش کی تو ہالہ کا دل بے اختیار دھڑکا وہ نظریں چراگئی تھی۔۔ وہ اس وجہہ شخص کو کیسے دیکھتی وہ اسکے قابل نہ تھی مگر پھر وہ حیدر کے بار بار بولنے پر مان گئی۔ اور وہ دونوں کیفے کی جانب چل دیے تھے حیدر مڑتے پیچھے کھڑے اپنے دشمن کو آنکھ مار گیا تھا



وہ اندر اپنے روم میں ایکسر سائز کر رہا تھا جب اسے باہر سے کسی کے چیخنے کی آواز آئی تھی وہ جلدی سے کالی بنیان پہنتا باہر نکلا تو سامنے ہی اسے دو ہاتھ نظر آئے تھے ہ آگے بڑھا تو وہ دلربا تھی خوف سے پیلا پڑتا چہرہ آنکھوں سے آنسو نکل رہے تھے اسکی آنکھیں بند تھیں اور چھت پر سب گرے ہوئے تھے وہ سمجھ گیا وہ سب توڑنے آئی تھی۔۔۔ بے وقوف۔۔ زیر لب اسے لقب سے نوازتے وہ اسکو پکڑ کر اوپر کر گیا وہ کسی کے حصار میں ہد کو محسوس کر کے اسکے سینے میں چہر اچھا گئیں تھی شاہ نے اسے سیدھا کرتے اندر آ کر بیڈ پر لٹایا تو وہ بے ہوش ہو چکی تھی خوف سے پھر کافی دیر بعد اسے ہوش آیا تو وہ سیدھی ہو بھیٹی۔ آپ کون؟ میں شاہ ہوں اسکے پوچھنے پر وہ جواب دے گیا آپکا شکریہ اپنے ہمیں بچایا۔ اسکی بات سنتے وہ دھیمے سے ہنسا۔ اوکے۔۔ جبکہ دل اب اٹھ کر اس سے اجازت لیتی بھاگ گئی۔۔ اسے وہ بہت اچھا لگا تھا۔



مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔

7 میٹنگ سے فری ہوتے وہ سیدھا مال پہنچا اور پھر اسے وہاں سے اپنے لیے کچھ ڈریسز لیے اور زمین نے اسے کل کچھ چیزوں کی لسٹ سینڈ کی تھی اسے وہ تمام سامان لیا اور پھر بل پے کرتا باہر نکل گیا جب اچانک اسکے ذہن میں جھماکا سا ہوا تھا۔۔۔ کچھ جملے اسے یاد آئے تھے مجھے نوزین پہننے کا دل کرتا ہے۔۔۔ تم مجھے نوزین لا کر دینا اس بار جب شہر سے آئے تو۔۔۔ پھر منظر بدلا اور پھر سے اسے وہ جملے یاد آئے نوزین پہننے کا دل کرتا ہے میرا۔۔۔ دونوں دفعا وجود ایک ہی تھا مگر آواز بدل گئی وقت بدل گیا اور شاید جذبات بھی ایک ٹھیس سی سردار وہاں سلطان کے دل میں اٹھی تھی۔۔۔ اور اسکے جملے گاڑی مین گھونجی تھے تم کتنا دور چلی گئی ہو مجھ سے چاہ کر بھی واپس نہیں لا سکتا وہ وقت ورنہ ہد کو مار دیتا وہ سب کہنے سے پہلے وہ مضبوط مرد آج وہ لمحے یاد کر کے رو دیا تھا آنسو اسکی آنکھی سے نکل کر اسکی ڈارھی میں جذب ہو گیا۔۔۔ پھر اسے گاڑی مڑی اور دوبارہ سے مال کی جانب رہ کیا وہاں پہنچتے اسے قدم جیولری کارنر کی جانب بڑھائے اور نوزینز نکلوائیں تھیں مگر اسے کوئی بھی پسند نہ آئی تھی پھر لاسٹ مین اسے ایک نہایت ہی نازک سی چمکتی ہوئی چھوٹی سی نوزین پسند آئی تھی اسے وہ پیک کروائی اور بل پے کرتے وہ باہر نکلا تھا وہ نوزین بہت قیمتی تھی بلکل اسکی محبت جیسی



آہستہ آہستہ ہالہ کو اسکی عادت ہونے لگی وہ ہر وقت اسکے آس۔ پاس پایا جاتا تھا۔۔۔ اسکا کئیر کرنا۔۔۔ اسکا باتیں کرنا۔۔۔ اسکا ہالہ کو یوں محبت بھری نظروں سے دیکھنا۔۔۔ وہ رات دیر تک اس سے بات کرتا اس کی تعریف کرتا ہالہ بری طرح اسکے فریب کے جال میں پھنس گئی تھی وہ جسے محبت سمجھتی تھی وہ ایک دھوکا تھا الفت ایک فریب۔۔۔ آحر کار حیدر تیمور کی جیت اسکے قریب تھی بہت قریب۔۔۔ ہالہ؟ جی؟ حیدر کے پکارنے پر وہ اسے دیکھنے لگی۔ تم نے مجھ سے اب تک اظہار نہیں کیا؟ کیا مطلب کیسا اظہار۔ وہ پوچھنے لگی؟ اظہار محبت۔۔۔ حیدر نے جھکتے اسے کان کے

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔۔

قریب سرگوشی کی تھی۔۔ ہالہ کے جسم کا سارا خون اسکے چہرے پر سمٹ گیا تھا۔۔ وہ چہرا جھکائے بھاگ گئی پیچھے حیدر تیمور نثر سار سا قہقہہ لگا گیا۔۔



روشنے بات سنو! جی بھائی۔۔ آؤ میرے ساتھ آج تم شہر چلو مجھے ار باز کی شادی کے لیے شاپنگ کرنی ہے اوپر سے اسنے فیملی کو لانے کا بھی کہا ہے مگر میں صرف تمہیں لے کر جایوں گا۔ شہر وز کی بات سنتے وہ سر ہلا گئی ٹھیک ہے پھر وہ دونوں مال کے لیے نکل گئے رات ہو گئی تھی انکو شاپنگ کرتے جب وہ لوگ فارغ ہو کر ہوٹل سے کھانا کھا کر فارغ ہوئے تو شہر وز اسے باہر انتظار کرنے کا بولتا ایک کال سننے لگا تھا وہ آرام سے چلتی باہر پارکنگ کی جانب بڑھ گئی جب اچانک کوئی اسکے پاس سے گزرا تھا اسنے چہرہ اتونہ دیکھا مگر وہ خوشبو پہچان گئی تھی وہ جسے وہ لاکھوں میں پہچان سکتی تھی۔ وہ تیز تیز چلتی گاڑی تک پہنچی اسکی دھڑکنیں تیز تھیں کافی اسنے مڑتے دیکھا تو وہاں کوئی نہ تھا جب اچانک کوئی تیز تیز چلتا پارکنگ مین آیا تھا روشانے اس سے پہلے کہ کچھ سمجھتی وہ اسے کھینچتے دیوار کے ساتھ لگا گیا تھا۔۔ سر اسکے سر سے ٹکائے اسنے لمبا سانس بھرا تھا۔۔ جب اچانک وامق کی آواز گھونجی تھی عزیزم! تمہاری خوشبو کو میں لاکھوں میں پہچان سکتا ہوں۔۔ تمہاری سانسوں کا تیز ہونا اس بات کا گواہ ہے کہ تم مجھے پہچان گئی ہو۔۔ روشانے کی آنکھوں میں آنسو آ گیا تھا وہ شخص جو اسکے دل پر حکمرانی کرتا تھا سالوں سے وہ اسے کیسے نہ پہچان پاتی۔ وہ اسکی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا جہاں عشق کی داستاں رقم تھی اس سے پہلے کہ وہ کچھ اور کہتا کسی کے قدموں کی آواز سنتے وہ اسکو دیکھتے سرگوشی کر گیا میں دوبارہ آیوں گاؤں پھر وہ کسی سائے کی طرح غائب ہو گیا۔ جبکہ شہر وز کے آتے ہی وہ گاڑی میں بھیٹ گئی وامق سلطان گھر مسکرایا تھا وہ شہر و کی بہن تھی اگر وہ پہلے جان جاتا تو اتنا نہ تڑپتا۔۔ بہت جلد تم روشانے راہب کمال سے روشانے وامق سلطان بنو گی۔۔



مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔

آج وہ خوبصورت سا تیار ہو کر یونی آیا تھی آج خاص وہ حیدر کے لیے تیار ہوئی تھی وہ اسے بتانا چاہتی تھی کہ وہ اس کے لیے کیا ہے وہ اسے کتنا چاہتی ہے حیدر کو لا بیریری آنے کا بول کر وہ ہود بھی وہی چلی گئی تھی وہ اسے ڈھونڈتا جب وہاں پہنچا تو حیران ہوا کیونکہ وہ پہلے اس طرح کبھی نہ تیار ہوئی تھی۔ ہالہ؟ کیا ہوا حیر ہے؟ وہ پوچھے بغیر نہ رہ سکا۔ حیدر آج ہم آپ کو کچھ بتانے والے ہیں۔۔۔ وہ شرماتے ہوئے بولی تھی۔۔۔ حیدر کے دماغ نے کام کرنا شروع کیا تھا اس نے اپنا فون پاکٹ سے نکالتے کیمرہ آن کیا اور ریکارڈنگ لگا دی فون ہاتھ میں پکڑتے وہ پیچھے ٹیبل پر رکھ گیا۔ کیا بتانا ہے؟ وہ۔۔۔ یہ کہ ہم۔۔۔ ہم آپ سے محبت کرتے ہیں اور پھر وہ چہرہ اچھا لگائی شرم سے کیا کہا؟ دوبارہ کہو؟ وہ اس کے ارد گرد دیوار پر بانہوں کا حصار بنائے بولا تھا۔ ہالہ کی دھڑکنیں بہت تیز تھیں دل جیسے سینے سے باہر آنے کو تھا۔۔۔ ہم ہالہ شاہ حیدر تیمور سے بے انتہا محبت کرتے ہیں۔۔۔ آپ کے بغیر کوئی بھی لمحہ ہم اب تصور نہیں کرتے۔۔۔ آئی لویو۔۔۔ وہ کہتے ساتھ چہرہ اچھا لگائی اور حیدر تیمور اپنی اس جیت پر سرشار ساقمقہ لگا گیا تھا۔



۱۸ سکی گاڑی ولا میں داخل ہوئی تو سامنے کوئی نہ تھا وہ گاڑی سے اتر اور اپنا سامان نکالنے لگا کیونکہ صبح کے پانچ بجے تھے اور نوکر تو اتنی جلدی آتے نہ تھے سردار وہاج سلطان نے جیسے ہی رخ موڑا اسکی نظر دور گارڈن میں بھٹیٹھی دوہا کی جانب گئی وہ شاید نماز پڑھ کر آئی تھی اسکا ڈوپٹا نماز کے سٹائل میں بندھا تھا وہ مڑی اور اپنے ہاتھوں میں موجود گلاب کے پھولوں کو توڑا اور پھر اوپر ہوا میں اچھالا تھا اس کے چہرے پر جب پھولوں کی پتیاں پڑیں تو وہ آنکھیں مینچے کھل کر مسکرائی تھی اسکو بچوں کی طرح خوش ہوتے دیکھ کر سردار وہاج سلطان دھیرے سے مسکرا دیا۔۔۔ دوہا کے ناک مین نوز پن چمک رہی تھی۔۔۔ اسکی ناک پر وہ نوز پن بہت اچھی لگ رہی تھی سردار وہاج سلطان ایک نوز پن کو دیکھتا ہار گیا تھا وہ نیلی آنکھوں والا سردار آپر اپنا دل ہار گیا تھا

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔

-- پھر اپنا سامان اٹھاتے وہ اندر کی جانب بڑھ گیا کسی نے یہ منظر جلتی ہوئی آنکھوں سے دیکھا تھا حسد میں جلتی ہوئی نگاہوں سے اور پھر اسکے چہرے پر شاطرانہ مسکراہٹ پھیل گئی وہ جانتی تھی اب اسے کیا کرنا ہے۔۔



دلربا کو اگلے دن پتا چلا وہ انکے فیز کس کے پروفیسر شاہ تھے اسے خوشی ہوئی کیونکہ اسکا فیوریٹ سبجیکٹ جو فیزیکس تھا۔۔ اور پھر آج وہ لوگ بازار گئے تھے سب نے کچھ نا کچھ لینا تھا وہ ایک دوکان پر کھڑی چوڑیاں دیکھ رہی تھی جب اسے آواز آئی پیچھے سے۔۔ تمہارے ہاتھوں پر سرخ رنگ کی چوڑیاں اچھی لگیں گی! وہ مڑی تو پیچھے شاہ کھڑا تھا۔۔ جی؟ اسنے حیرت سے اسے دیکھا گال ایک دم لال ہوئے تھے۔۔ وہ دکاندار سے چوڑیاں پکڑ چکا تھا۔ اور اسکے سامنے ہاتھ کیا۔ مے آئی؟ دلربا سلطان ہاتھ اسکے آگے کر گئی۔ شاہ نے چوڑیاں اسکی کلائی میں پہنائیں تھیں اور دل نے اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ میں دیکھ کر اسکی طرف دیکھا جو کہ اسے ہی گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا وہ جلدی سے اپنا ہاتھ کھینچتی وہاں سے بھاگ گئی تھی۔۔ دھڑکنیں سمجھالے نہ سمجھل رہیں تھیں۔۔



شیر و مجھے تم سے بات کرنی ہے! وامق اسکو محتاب کرتا بولا تھا۔۔ ہاں جی میرے یار بول کیا ہوا؟ دیکھو تحمل سے سننا۔۔ غصہ نہ کرنا! وہ اسے دیکھتا بولا۔ تجھے چوٹ لگی ہے کیا؟ جو یوں اتنے آرام سے بول رہا ہے شہر و زخیرت سے بولا۔۔ تو میری بات سن پہلے پھر بولنا۔۔ وامق پھر سے بولا۔۔ اچھا بولو کیا بات ہے۔ وامق اٹھا اور دور جا کھڑا ہوا۔ بات یہ ہے کہ تم جانتے ہو نا سالوں سے میں کسی سے عشق کرتا ہوں وہ لڑکی مجھے کل ملی اور میں اسے پہچان گیا وہ بھی مجھے دیکھتے پہچان گئی تھی۔۔ یار میں اسکے بغیر اب نہیں رہ سکتا۔۔ کون ہے وہ؟ شیر و تیزی سے بولا وہ جانتا مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔

تھا و امتق کی سالوں کی محبت کو وہ جانتا تھا کہ اسکا یار کتنا ترپا تھا۔۔۔ وہ۔۔ اسکا نام روشا نے راہب کمال ہے۔۔ اسنے ریسٹورنٹ سے جاتے اسکی تمام ڈیٹیل نکلوائی تھی تب اسے پتا چلا کہ وہ لڑکی جسکے عشق میں وہ ناجانے کتنے سالوں سے ترپا تھا وہ اسکے دوست کی بہن تھی وہ روشا نے راہب کمال تھی وہ لڑکی جسنے سب سے پہلے اسکے دل پر دستک دی تھی۔۔ کیا؟ شیر و کو جھٹکا لگا تھا۔۔۔۔۔ ہاں۔۔۔۔۔ وہ اسکو دیکھتا سر ہلا گیا تھا۔۔ و امتق اور شیر و دونو دوست تھے بچپن سے جگری یار تھے وہ دونو جانتے تھے کہ انکے خاندانوں کے درمیان بہت سالوں سے دشمنی تھی شاہ اور سلطان کبھی ایک نہیں ہو سکتے تھے دونو خاندان بدلے کی آگ میں آج بھی جل رہے تھے۔۔ مگر شیر و اور و امتق کبھی جدا نہ ہونے والے دوست تھے جگری دوست ایک دوسرے کی جان تھے وہ آب انھیں کچھ تو کرنا تھا نا کہ وہ دونوں یعنی اب کوئی پیار کرنے والا جدا نہ ہو۔۔ وہ دونو اک نئے عزم سے اٹھے تھے۔۔ اب ناجانے قسمت میں کیا لکھا تھا۔۔۔۔۔



وہ سب باغ میں بھیٹی تھیں جب وہاں رقیہ آئی اور اسنے سب لڑکیوں کو کچھ شاپردے تھے ان میں وہ سامان تھا جو کہ سب نے وہاں سے بولا تھا لانے کو دوہا خاموشی سے وہاں سے اٹھ گئی تھی اسنے کیونکہ کچھ نہ منگوایا تھا کبھی نہ ہی کبھی وہاں یا کسی دوسرے نے باہر جاتے اس سے پوچھا تھا کہ اسکی کیا لسٹ ہے سامان کی جیسے باقی لڑکیوں سے انکے بھائی پوچھتے تھے اسکی تب ہی صرف شاپنگ ہوتی جب وہ لوگ اپنی امیوں کے ساتھ شہر جاتی تھیں دوہامیر کا بھی دل چاہتا کہ وہ بھی کسی سے فرمائشیں کرے مگر وہاں کوئی ایسا نہ تھا جو اسکے دل کا حال جانتا۔۔ وہ ہمیشہ آحر میں آتی تھی۔۔ وہ کمرے میں آتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی اسکے بابا ماما ہوتے تو اسکی ہر خواہش مانتے۔۔ اگر ہوتے تو۔۔ وہ ناجانے کتنے سالوں سے اک محبت بھری آگوش کو ترسی تھی۔ ابھی وہ

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔

مزید رو کر اپنی آنکھوں کا برا حشر کرتی دروازہ بجاتھا۔ اسنے کھولا تو سامنے ر قیا تھی۔ آپکو سردار بلار ہے ہیں۔ وہ اسکو آنے کا بولتی دروازہ بند کر گئی تھی۔۔۔۔۔



9 وہ جلدی سے منہ دھوتی اپنے کمرے سے نکلی اور وہاج کے کمرے کی جانب چل دی تھی دروازہ ناک کرنے پر جب اجازت ملی تو وہ اندر داخل ہوئی۔۔ آپ نے بھلایا تھا؟ اسنے بھاری آواز میں پوچھا۔ وہ مڑا اور ایک ڈبہ اسکو تھمایا۔ یہ لو تمہارے لیے ہے یہ۔۔ وہ اسکا بھاری لہجہ محسوس کر چکا تھا یعنی وہ رو کر آئی تھی۔ میرے لیے؟ اسے حیرت ہوئی بھلا سردار وہاج سلطان اسکے لیے بھی کچھ لاسکتا ہے؟۔۔۔۔۔ ہاں تمہارے لیے! تمہارے پاس آرٹیفیشل تھی اسلیے یہ لائی ہے۔۔ وہ اسکی نوزپن کو دیکھتا بولا جواب بھی چمک رہی تھی۔ مگر مجھے اسکی ضرورت نہیں ہے۔ اسنے ڈبے میں نوزپن دیکھ کر کہا تھا۔ حالانکہ اسکا دل چاہا کہ لے لے۔ مگر وہ کیوں اسکا احسان لیتی بھلا۔۔ تحفے کو انکار نہیں کرتے اور تم سے پوچھ کر نہیں لائی میں نے۔ اسنے سنجیدہ لہجے میں کہا تھا۔ کیونکہ اسکے دل نے خواہش کی تھی کہ دوہامیر سلطان وہ نوزپن پہنے۔ دوہانے وہ ڈبہ پکڑا اور کمرے سے باہر نکل گئی تھی۔۔



آپ آحر کب اسے اس گھر سے چلتا کریں گے؟ وہ تیز لہجے میں ان سے بولی تھی۔ بس کچھ وقت پھر جلد ہی وہ یہاں سے چلی جائے گی۔ وہ تحمل سے بولے تھے۔ آج میں نے پھر سالوں بعد سردار کی آنکھوں میں اسکے لیے وہ پرانے جزبات دیکھے ہیں۔ وہ انکو دیکھتی تمسہر سے بولی تو وہ چونک گئے تھے۔ کیا تم سچ کہہ رہی ہو۔؟ وہ حیرت سے بولے۔۔ ہاں۔۔ اور دھیان رکھنیے گا کہ یہ بات سردار کو نا معلوم ہو ورنہ وہ قہر برپا کر دے گا۔ کبھی بھی دوہامیر

مزید اچھے اچھے ناولز پر ہننے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔

سلطان پھر ہماری زندگی سے ناجائز کی۔۔ اور پھر وہ اٹھ کر کمرے سے نکل گئی جبکہ وہ گہری سوچ میں تھے۔۔



اوو میری جان۔۔ وہ پیار سے کہتا اس سے پہلے جھکتے اسکا ماتھا چومتا وہ جلدی سے باہر بھاگ گئی۔۔ یسس۔۔ وہ زور سے ہاتھ دیوار پر مارتا سر زار سا باہر کی جانب گیا تھا۔۔ اب تمہیں مین بتائوں گا کہ حیدر تیمور کیا ہے۔۔ اس لڑکے کو پارکنگ میں بھلاتے حیدر کھڑا تھا جب وہ وہاں پہنچا حیدر اسکو دیکھتا بولا یہ دیکھ سالے اس ٹریڈ کلاس لڑکی نے مجھے آئی لو یو بول دیا مانتا ہے کہ نہیں؟ حیدر اس کو دیکھتا بولا تھا اچھا کیا ثبوت ہے تیرے پاس؟ وہ اسے دیکھتا بولا تھا۔ وہیں دوسری طرف ایک وجود زنجیر ہوا تھا وہ مڑا اور ان لڑکوں کے تھوڑا قریب گیا۔۔ یہ دیکھ؟۔۔ حیدر نے وہ ویڈیو چلا دی جو اسنے لائبریری میں بنائی تھی۔۔ پارکنگ ایریا میں اس وقت ایک وجود پر قیامت گزر رہی تھی۔۔ وہ لفظ۔۔۔ وہ آواز۔۔۔ وہ چہرہ۔۔ وہ کیسے بھول سکتا تھا وہ تو ہالہ تھی ہالہ شاہ۔۔ اور پھر حیدر مڑا تھا وہاں پارکنگ میں کھڑے لڑکے پر ساتوں آسمان آگئے تھے وہ تو وہی تھا نا جسکی تصویر اسے کل ہالہ نے دیکھائی تھی۔ وہ شخص جو اسکی ہالہ کی محبت تھا۔۔ وہ سب جو اسے ہالہ نے بتایا تھا وہ مڑا اور وہاں سے چلا گیا۔۔ وہ ابھی اتنا بڑا تھا کہ اپنی بہن کو سچ بتا کر وہ اسے ٹوٹا ہوا دیکھتا اور آج وہ کراچی جا رہا تھا نانا کے گھر اور واپس آ کر وہ اپنی بہن کو وہاں سے بہت دور لے جاتا اس نے سوچ لیا تھا۔ وہ ہالہ کو یہاں نہ رہنے دے گا۔ اپنی بہن کو ہوش رکھنے کے لیے وہ کچھ بھی کر سکتا تھا۔ اندر سے کہیں وہ ٹوٹ گیا تھا اپنی بہن کے درد کا سوچتے۔



دو ہاداد تمہیں بھلا رہے ہیں۔ ارم کے بتانے پر وہ سوچ میں پڑ گئی تھی بھلا نانا کو اس سے کیا کام ہو سکتا ہے مگر پھر وہ انکے کمرے کی جانب چل دی تھی۔ اجازت ملنے پر وہ اندر داخل ہوئی

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔

تھی۔۔ اپنے مجھے بھلایا تھا؟ ہاں آیو ادھر بھٹیٹھا ہمارے پاؤں ہماری بات سنو۔۔ وہ پیار سے بولے تھے۔ جبکہ دوہامیر حیران ہوئی تھی انکے اتنے پیار سے بولنے پر۔ جج جی۔۔ وہ انکے پاس بھٹیٹھ گئی تھی تم سے کچھ مانگیں دو گی ہمیں؟ وہ اس کے سر پر ہاتھ رکھے پوچھ رہے تھے۔۔ نانا دوہامیر آپکو جان بھی دے دے۔۔ وہ نم لہجے میں بولی تھی کیا تم ہماری پسند کے لڑکے سے نکاح کرو گی؟ اور یہ سنتے دوہامیر ساکت ہو گئی تھی۔ سردار وہاج سلطان کا چہرہ اسکے سامنے لہرایا تھا۔۔ اگر تم ہماری بات مان لو گی تو تم ہماری محبت دیکھو گی ورنہ پھر ہمارا تم سے کوئی رشتہ نہ ہو گا۔۔ وہ اسے فیصلہ کرنے کا موقع دے کر وہ اسے بے بس کر گئے تھے۔۔ بھلا وہ کیسے ان کو چھوڑ سکتی تھی مگر ایک محبت؟۔۔ ہنہ وہ محبت جس نے اسے تب اکیلا چھوڑا جب وہ سب سے زیادہ بے بس تھی۔۔ وہ بلک رہی تھی رو رہی تھی مگر وہ چلا گیا اسے چھوڑ کر دور بہت دور۔۔ وہ اسکا جانا بھول بھی جاتی تو اس کے لفظ جو ہنجر کی طرح دوہامیر پر وار کر گئے تھے۔۔ اور پھر اس پل دوہامیر نے فیصلہ کیا تھا وہ فیصلہ جو یا تو اسے مکمل طور پر تباہی مین دھکیل دیتا یا پھر وہ نانا کی محبت اسے مل جاتی۔۔ اور پھر اسے نانا کی محبت چن لی تھی۔۔ مجھے منظور ہے یہ لفظ کہتے دوہامیر کا دل جیسے رک سا گیا تھا۔۔ نانا اسکے سر پر ہاتھ پھیرتے سرشار سے مسکرا دیے تھے۔۔



10 دل یار ایک بات تو بتاؤ یہ سرشاہ تمہیں کیوں دیکھتے ہیں اتنا کلاس میں؟ جبکہ دل حبیبہ کی بات سنتے سرخ پری ویسے ہی۔۔ نہ نہ ایسا تو ہو نہیں سکتا کہ وہ تمہیں دیکھیں اور تم انکے دل کا حال نہ جانتی ہو۔۔ وہ ہنستے ہوئے بولی تو دل نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔ یار سچ میں میں نہیں جانتی کہ وہ ایسے کیوں دیکھتے ہیں تو حصہ بولی شاید وہ تم سے محبت کرتے ہیں۔۔ جبکہ دلر با کا دل تیزی سے ڈھرکا تھا میں ان سے پوچھوں؟ حبشہ بولی۔۔ ہاں ٹھیک ہے۔۔ جبکہ دل اب کشمکش میں تھی کہ شاہ اس سے محبت کرتا بھی ہے کہ نہیں۔۔ اب بس اسے شاہ کے جواب کا انتظار تھا۔۔



مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔

حیدر کیا ہوا ہے آپ کو کل سے نہ آپ نے مجھے مسیج کیا ہے اور نہ ہی آپ نے مجھ سے بات کی ہے ہالہ اسے دیکھتے ہوئے بولی تو وہ بس کوفت سے سر جھٹک گیا۔۔۔ لو آگئی تمھاری ہالہ۔۔۔ وکی کی بات پر وہ اسے گور کر رہ گیا تھا۔۔۔ حیدر۔۔۔ ہالہ نے پھر سے پکارا تھا۔۔۔ کیا مسئلہ ہے جاؤ یہاں سے میرا سر نہ کھائو۔۔۔ آپ ایسے کیسے بات کر رہے ہیں ہم سے؟ وہ حیرت سے بولی تھی۔۔۔ جیسے تم سے کرنی چاہئے۔۔۔ وہ اسکو دیکھتا تمسسر سے بولا تو ہالہ کا رنگ فق ہوا۔۔۔ آپ ہم سے ناراض ہیں؟۔۔۔ وہ حیرت سے بولی تھی اتنی سی بات پر اسکی آنکھوں میں آنسو آگئے تھے۔۔۔ دیکھو یہاں سے دفع ہو جاؤ میرا وقت برباد نہ کرو۔۔۔ اب وہ غصے سے چیخا تھا جبکہ ہالہ نے ساکت نظروں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔ کک۔۔۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔۔۔ وہ حیرت زدہ تھی اسکی اس بے رخی پر وہ پہلے تو ایسا نہ تھا۔۔۔ وہی جو تم نے سنا۔۔۔ آپ ہم سے محبت نہیں کرتے؟۔۔۔ وہ کسی خوف کے زیر اثر پوچھ رہی تھی۔۔۔ کون سی محبت؟ حیدر تیمور اسے دیکھتا تمسسر سے بولا تھا۔۔۔ جبکہ ہالہ سن ہو گئی تھی آنکھوں سے آنسو بری طرح بہ رہے تھے اسکی سسکی وہاں گھونچی تھی۔۔۔ وہ ہمارا خیال رکھنا۔۔۔ ہمیں پیار سے دیکھنا۔۔۔ وہ رات پھر باتیں کرنا وہ سب کیا تھا؟ وہ ہچکیوں کے درمیان بولی تھی۔۔۔ وہ سب بس ایک شرط کا حصہ تھا۔۔۔ ایک دھوکا تھا۔۔۔ ایک فریب تھا۔۔۔ ہالہ شاہ۔۔۔ حیدر تیمور نے اسکے کان میں پگھلا ہوا سیسہ انڈیلا تھا۔۔۔ ہالہ شاہ برف ہو گئی اس پل۔۔۔ وہ پل اسکے لئے قیامت تھے۔۔۔ حیدر۔۔۔ وہ بے یقینی سے بس یہ بول سکی تھی ننن نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔ بھلا حیدر ایسا کیسے ہو سکتا تھا۔۔۔ وہ ہالہ کا یقین کیسے توڑ سکتا ہے۔۔۔ وہ اب بھی اس بات پر یقین نہ کر پا رہی تھی۔۔۔ ایسا مت کرو پلینز۔۔۔ وہ اسکے پیروں میں جھکی تھی۔۔۔ اپنی محبت کی بھیک مانگ رہی تھی وہ لڑکی اس سنگ دل سے اسکے پیروں میں جھکی ہالہ شاہ اپنی محبت کے لیے جھکی تھی۔۔۔ مگر وہ جانتی نہ تھی وہ جس کے پیروں میں جھک رہی ہے وہ تو محبت کے نام سے بھی ناواقف ہے۔۔۔ دیکھو تم میرے قابل نہیں ہو تم جیسی سانولی لڑکی میرے ساتھ کہاں اچھی لگے گی۔۔۔

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔۔

-- حیدر مزاق اڑانے والے انداز میں بولا تھا۔ ہالہ اسے دیکھتی رہ گئی تھی یہ تھی اسکی محبت؟
اور پھر ہالہ شاہ اپنی محبت ہار گئی۔۔ حیدر تیمور بس ایک سیراب تھا۔ ایک دھوکہ تھا۔ ہالہ
اٹھی اور وہاں سے نکل گئی آج ہالہ شاہ اپنا مان اپنی عزت اپنا غرور سب ہار گئی تھی۔۔

“ٹوٹے ہوئے پتوں کی طرح بکھرے ہم تو

کسی نے سمیٹا بھی صرف جلانے کے لیے“



وہ کمرے میں آئی تو تب بھی نانا کے الفاظ اسکے دماغ میں گھوم رہے تھے وہ ساکت سی چلتی بیڈ پر
لیٹ گئی تھی نانا نے اپنی محبت کے بدلے اس سے اسکی محبت کی قربانی مانگ لی تھی اور دوہامیر
نے اپنی محبت قربان کر دی وہ محبت جو اسکی کبھی ہو ہی نہیں سکتی تھی۔۔ مگر کبھی کبھی ہماری
قسمت مین کچھ اور لکھا ہوتا ہے جو ہمارے لیے بہترین ہوتا ہے۔۔ وہ نانا کی محبت کو ترسی تھی
بچپن سے اب اگر اسے موقع ملا تھا تو پھر وہ کیون نہ انکی محبت پانے کے لیے کچھ بھی کر جاتی
۔۔ ماما بابا کے بعد وہ سب سے زیادہ اٹیچ اپنی اماں بی کے ساتھ تھی جنہوں نے اسکی پرورش کی
تھی مگر پھر ایک قیامت آئی اور گزر گئی سب تباہ ہو گیا تھا۔۔ دوہامیر نے سب کھو دیا تھا سب کچھ
کسی نے اس رات اسکی بی اماں کو کسی نے قتل کر دیا تھا بے دردی سے اور پھر سب بگھڑ گیا تھا۔۔



وہ اب بھی ان لمحوں کو سوچتی اپنا دل تیزی سے دھڑکتا محسوس کرتی تھی۔۔ وہ اسکا اسے پہچان
لینا صرف اور صرف اسکی حوشبو سے روشنانے راہب کمال کو حیران کر گیا تھا یعنی وہ بھی اس کے
عشق کی آگ میں جل رہا تھا روشے کا پیار یک طرفہ نہ تھا۔۔ اف وہ اسکی جان لیوا سرگوشی
روشے کے کان میں گھونجی تھی۔۔ وہ دل سے مسکرائی تھی۔۔ وہ کتنا حوصورت بولتا تھا۔۔ اسکی

مزید اچھے اچھے ناولز پر ہنسنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔

وہ سہرا نگیز آواز روشے اسکے خیالوں میں کھوئی ہوئی تھی جب باہر شور اٹھا تھا وہ جلدی سے باہر نکلی تو سب حوشی سے ایک دوسرے کے گلے مل رہے تھے وہاں کچھ نئے چہرے بھی تھے اوو اسے یاد آیا تھا آج اسکی پھوپھو نے آنا تھا نا۔ اسے یاد آیا تو وہ سر پر ہاتھ مارتی آگے بڑھی اور سب سے ملی۔ پھوپھو اسے اپنے پاس بھینٹائے بولیں راہب آج میں تم سے روش کا ہاتھ اپنے روہان کے لیے مانگتی ہوں امید ہے تم انکار نہ کرو گے۔ جبکہ انکی بات سنتے روشا نے کچھ بولنے کے قابل ہی نہ رہی تھی اسکا رنگ یک دم اڑا تھا اسنے بابا کو دیکھا جو کہ مسکرا کر اپنی بہن کو دیکھتے بولے۔ ہمیں روہان روشے کے لیے پسند ہے۔ روشے کے حلق میں آنسوؤں کا گولہ اڑکا تھا وہ جلدی سے اٹھ کر اوپر کی جانب بڑھ گئی تھی۔



11 ہالہ مردہ قدموں سے یونی سے باہر نکلی تھی اور تب تک ڈرائیور اسے لینے آچکا تھا۔ وہ گاڑی میں بھینٹھی تھی ایک آخری نظر اسنے یونیورسٹی کی بڑی سی عمارت کو دیکھا اور پھر ہچکیوں سے رو دی تھی۔ اسکی سسکیاں گاڑی میں گھونج رہیں تھیں۔ بیٹا کیا ہوا آپکو؟ اکرم بابا بولے تھے وہ انکے گھر کے پرانے ملازم تھے ہالہ کچھ نہ بولی بس روتی رہی پھر کچھ دیر بعد وہ بولی تو بس اتنا گاڑی روکیں! جبکہ اکرم بابا گاڑی روک گئے تھے وہ گاڑی سے اتری تو دیکھا سڑک پر بہت رش تھا اسے ادھر دیکھا نہ ادھر سڑک پر بھاگی جبکہ اکرم جو اسے ہی دیکھ رہے تھے جلدی سے گاڑی سے اترے مگر تب تک بہت دیر ہو چکی تھی ایک تیز رفتار گاڑی اسے تھوکر مار کر جاچکی تھی ہالہ افیت سے مسکرائی تھی وہ آخری ازیت بھری مسکان۔ وہ لڑکی اپنی محبت میں دھوکہ نہ برداشت کر سکی تھی اور موت کو گلے لگا بھینٹی تھی۔ آف ہالہ شاہ۔ اسنے خود کشی کرنے کی کوشش کی تھی وہ لڑکی جو زندگی سے بہت پیار کرتی تھی اسے ایک درندے نے اپنی جھوٹی محبت کے جھال میں پھنسا کر اسے توڑ گیا تھا۔ اس لڑکی نے اپنی زندگی ہارنا بہتر جانا تھا آج بے وفا کی یاد کے

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

بڑھائے۔۔ اور پھر اس کی آنکھیں بند ہو گئیں سر سے مسلسل خون بہ رہا تھا۔۔ کرم اسے جلدی سے ہسپتال لے گئے تھے اور پھر چھ گھنٹے بعد اس کے لب ہلے تھے وہ اپنے شورائیم کو بھلا رہی تھی۔۔ وہ پہلی فلائٹ سے واپس آیا تھا جب اسے خبر ملی کہ اسکی بہن نے اپنی جان لینی چاہی ہے وہ ساکت ہو گیا یعنی کہ وہ جان گئی تھی سب۔۔ وہ محبت جسکا اسے بھرم تھا وہ فقط ایک فریب تھی۔۔ وہ باہر کھڑا تھا آئی سی یو کے جب اسے پتا چلا کہ ہالہ اسے بھلا رہی ہے وہ جلدی سے اندر داخل ہوا تھا نا جانے کتنے ہی آنسو اسکی آنکھوں سے بے مول ہوئے۔۔ شش۔۔ شو۔۔ شورائیم وہ اٹک اٹک کر بولی تھی وہ لڑکا سک اٹھا تھا۔۔ آپی۔۔ کیا کر لیا یہ۔۔ ہالہ کی حالت حراب ہو رہی تھی۔ آپی ہالہ کی زبان سے ٹوٹ ٹوٹ کر لفظ نکل رہے تھے وہ اسے بتا رہی تھی کہ کیسے حیدر تیمور نے اسکو جھٹک دیا۔۔ وہ سسکتی رہی روتی رہی اس ظالم کو رحم نا آیا۔۔ آپ ٹھیک ہو جائیں ہم اس سے بدلہ لیں گے آپی۔۔ وہ بولا تو ہالہ نفی میں سر ہلا گئی۔۔ میں مرجائوں گی۔۔ اسکو چاہنا میری غلطی نہیں گناہ تھا۔۔ تم میری ڈائری مکمل کرنا شیر۔۔“ مینے اپنا دل کسی غیر مناسب زمین میں بودیا اور پھر وہ مر جھا گیا۔۔۔ یہ کہتے ہی اسکا سانس رکا اور پھر ہالہ شاہر قید سے آزاد ہو کر موت کو گلے لگا گئی تھی۔۔۔ وہ خدا سے شکایت کرے گی اسکے بے رحم بندوں کی۔۔۔



یار۔۔ ایک مسئلہ ہو گیا ہے۔۔ وہ پریشانی سے اپنا ماتھا مسلتا بولا تھا۔۔ کیا ہوا سب حیر ہے؟ وامق نے حیرت سے پوچھا تھا۔۔۔ بابا سائیں نے پھوپھو کو روشے کے لئے ہاں کر دی ہے۔۔ وہ بولا تو۔۔ وامق سلطان کی دھڑکنیں سست پڑ گئیں۔۔ کیک کیا مطلب میں سمجھا نہیں؟ وہ لڑکھڑاتے سے لہجے میں بولا تھا۔۔ پھوپھو نے روانہ کے لیے روشے کو مانگا تھا بابا سائیں نے ہاں کر دی ہے۔۔۔۔۔ جبکہ وامق سلطان یہ سنتا جھٹکوں کی ضد میں تھا۔۔ پی یہ کیا۔۔ کیسے ابھی تو وہ مجھے ملی

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔

تھی۔۔ اور اب یون ہو گیا۔۔ نن نہیں شیر وایسا نہیں ہو سکتا۔۔ وہ میرا جنون ہے ہد سے زیادہ
اسے چاہا ہے اسے کیسے کسی اور کا ہونے دوں۔۔ شیر و میں ختم ہو جاؤں گا۔۔ یار۔ تو تو میرا
دوست ہے نہ۔۔ مجھے میری محبت چاہیے۔۔ اس کے لیے چاہے کچھ بھی کرنا پڑا۔۔ میں کروں
گا۔۔ چاہے پھر وہ قتل ہی کیوں نہ ہو۔۔ جبکہ اسکی بات سنتا شیر و بے بسی سے۔ آسمان کو دیکھ رہا
تھا جب اسے ایک خیال آیا۔۔ ہاں اب بس ایک یہی طریقہ ہے۔۔ اور پھر اسنے جلدی سے
وامق کو کال کی تھی۔۔



دوہا کچن میں کھڑی تھی جب اسے بھلا وہ آیا کے نانا سائیں اسے بھلا رہے ہیں وہ ڈوبٹا سہی کرتی
مردان خانے کی جانب بڑھی تھی۔۔ اسے وہ پہلے ہی بتا چکے تھے کہ جس سے اسکا رشتہ کیا گیا
ہے وہ اسے دیکھنے آئے گا آج۔۔ وہ جب بیٹھک کے دروازے کے سامنے پہنچی تو سکا دل چاہا
یہاں سے بھاگ جائے۔۔ مگر اب واپسی کا راستہ نہ تھا وہاں کرچکی تھی۔۔ ڈوبے دل کے ساتھ
وہ اندر داخل ہوئی تو نانا نے اسے اپنے پاس بھینٹھا یا تھا۔ یہ ہے دوہا! وہ سامنے بھینٹھے وجود کو
دیکھتے بولے تھے۔۔ او۔۔ اچھا۔ السلام علیکم!۔۔ میں حسن علوی ہوں۔۔ آپکے دادا کا بزنس
پارٹنر۔۔ اسنے سلام کیا تو دوہا جھکے چہرے کے ساتھ سر ہلا گئی تھی۔ ابھی تک اسنے سامنے نہ دیکھا
تھا۔ اگر ہم کچھ دیر اکیلے میں بات کر لیں تو۔۔ سامنے بھینٹھا وجود بولا تو دوہا کو یقین تھا نانا منع
کر دے گے مگر اسکا یقین تب ٹوٹا جب وہ بولے ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔۔ تو وہ حیران رہ گئی
تھی بھلا وہ اسے کیسے کسی کے ساتھ بھی اکیلا چھوڑ سکتے تھے اور پھر جب حسن اٹھا تو مجبوراً اسے
بھی اٹھنا پڑا تھا۔۔



مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔

کل اسے ہیرا نے کہا تھا کہ وہ اس کے ساتھ مال جائے تو دلربا حیدر کو بتا کر آئی تھی آج کہ وہ اپنی دوست کے ساتھ مال جائے گی جبکہ اب وہ دونوں شاپنگ کرنے کے بعد فوڈ کورٹ میں بھیٹھی کھانا کھا رہی تھی۔۔۔ ویسے یار تم نے اچھا نہیں کیا سر شاہ کے پرپوزل کو منع کر کے ہیرا بولی تو وہ اسے دیکھ کر رہ گئی۔۔۔ یار میں نے شاہ کو کہا تھا کہ وہ کچھ وقت انتظار کریں میری سٹری کمپلیٹ ہو جانے دیں پھر وہ رشتہ بھیجیں میرے گھر۔۔۔ ایسا تو کچھ غلط نہیں کہا جو تم اس طرح بول رہی ہو۔۔۔ ہاں یہ بھی ہی ہے۔۔۔ ہیرا بولی۔۔۔ پھر وہ دونوں بل پے کرتے باہر نکلیں تھیں پارکنگ کی جانب آتے ہیرا کو ایک دم یاد آیا کہ اس کا فون اندر رہ گیا ہے تو وہ اے رکنے کا بولتی اندر کی جانب بڑھی تھی۔۔۔ دلربا چلتی چلتی پارکنگ میں آگئی جہاں دور دور تک کوئی نہ تھا اس سے پہلے کہ وہ کار کا دروازہ کھولتے اندر جاتی کسی نے اس کے منہ پر رومال رکھا اور وہ بے ہوش ہو گئی۔۔۔



12 اور پھر ہالہ شاہ منومٹی تلے جاسوئی تھی۔ اس کو قبر میں اتارتے شورائیم نے ایک عہد کیا تھا ہد سے۔۔۔ حیدر تیمور سے بدلے کا عہد۔۔۔ اور وہ واپس گھر گیا اور اس نے ہالہ کی ڈائری پوری کی تھی جو کہ وہ لکھا کرتی تھی۔۔۔ اس نے وہاں لکھا تھا کہ ہالہ شاہ کیوں مری کیسے مری کون تھا اسکی موت کا ذمہ دار۔۔۔ شاید یہ ڈائری ثبوت تھی کہ ہالہ شاہ کی محبت کا کیا انجام ہوا۔۔۔ اور پھر وہ چلا گیا ہمیشہ کے لیے اب اگر وہ لوٹے گا تو صرف انتقام کے لیے۔۔۔



وہ پھوپھو کے کمرے میں آگئی تھی اپنے کمرے میں جانے کے بجائے۔۔۔ اور پھوپھو پھوٹ کر رو دی تھی۔۔۔ لڈی کیا ہو رہا ہے۔۔۔ مم میں کیسے اپنی محبت کے بغیر رہوں گی؟۔۔۔ اسکی ہچکیاں پورے کمرے میں گھونج رہی تھیں۔۔۔ پھر وہ اٹھی اور وضو کر کے آئی جائے نماز لینے کے لیے اس نے الماری کھولی اور لے کر پلٹی تو نیچے کچھ گرا تھا۔۔۔ اس نے دیکھا تو وہ کوئی ڈائری تھی

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔۔

اسنے اٹھا کر دیکھی تو وہ اسکی پھوپھو ہالہ شاہ کی ڈائری تھی جو اسکی فیوریٹ پھوپھو تھی۔۔ وہ ڈائری ایک طرف رکھتے اسے بعد میں دیکھنے کا سوچتے نماز پڑھنے لگی تھی۔۔ پھوپھو کے کمرے کی صفائی وہ ہد کرتی تھی۔ اسکے علاوہ وہاں کوئی نہ آتا تھا پھر نماز پڑھنے کے بعد وہ اٹھی اور ڈائری کھولی تھی۔۔ اسنے اپنی تمام بری سوچیں جھٹک دیں تھی اب جو ہو گا وہ دیکھا جائے گا خدا پر اسے پورا یقین تھا۔۔ اسنے ڈائری کھولی اور پڑھنا شروع کیا اور جیسے جیسے وہ پڑھتی جا رہی تھی اسکے چہرے کے تاثرات بدلنے لگے تھے اور پھر کافی دیر بعد جب اسنے کتاب بند کی تو اسکی آنکھوں میں بے انتہا آنسو تھے۔۔ پھوپھو۔۔ کی موت کی وجہ سلطان حاندان کا سب سے چھوٹا بیٹا حیدر تیمور تھا؟ کاش وہ شخص میرے آگے کبھی نہ آئے۔۔ غصے سے بولی تھی اور پھر وہ ڈائری لیے وہاں سے نکل گئی اسنے کمرے میں آتے اپنے چھوٹے چچا کو کال کی تھی اب بس وہی بتا سکتے تھے کہ سلطان حاندان کے ساتھ کیا ہوا کیونکہ اس ڈائری میں انکا بھی ذکر تھا۔۔۔ ہیلو؟ شورا نم شاہ بات کر رہے ہیں؟ وہ جلدی سے بولی تھی۔۔ ہاں روش بچے میں ہی ہوں وہ جواب دیتے اس سے وجہ پوچھنے لگے اور پھر روشے کے سوال پر وہ کچھ دیر خاموش ہوئے تھے۔۔ اور بولے سلطان حاندان ہمارے ساتھ والے گاؤں میں رہتے ہیں۔۔ اور پھر وہ اسے ساری داستان سنائیں تھے۔



اسے ہوش آیا تو وہ کسی کمرے میں تھی اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتی۔۔ کوئی اندر داخل ہوئی تھی اور آنے والے کو دیکھ کر وہ ساکت رہ گئی۔۔ شش۔۔ شاہ آپ؟ ہاں میں رہا۔۔ کچھ دیر بعد ہمارا نکاح ہے تیار ہو جاؤ۔۔ جبکہ سر کی بات سنتے وہ جھٹکے سے اٹھی تھی۔۔ کیا کہہ رہے ہیں یہ آپ؟۔۔ ہاں رہا نکاح ہو گا اور ابھی ہو گا یا اس بات کو سمجھو تمہارے بنائین رہ نہیں سکتا اب نکاح کر لو ورنہ پھر اس جگہ سے کہی جانا تمہارے لیے ناممکن ہو گا۔۔ جبکہ دل کچھ دیر تو بھیٹھی رہی مگر پھر وہ راضی ہو گئی اس نکاح کے لیے۔۔ اور کچھ دیر بعد وہ دلربا سلطان سے دلربا شمول

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔

شاہ بن گئی جو بھی تھا اسکے دل میں بھی شاہ کے لیے محبت تھی آنسو چھپ چھپ کر تو وہ بھی دیکھتی تھی اسکا نرم لہجہ دلربا سلطان کو بھاتا تھا شاہ کی نظروں میں پیارا سنے دیکھا تھا۔۔۔ اب بھی وہ بھیٹی تھی اور شاہ اندر داخل ہوا تھا۔۔۔ دلربا۔۔۔ اسنے اسے شدت سے پکارا تو وہ ہد میں سمٹ سی گئی تھی۔۔۔ وہ اسکے پاس بھیٹھا تھا آپ نے اچھا نہیں کیا یہ۔۔۔ اسنے کہتے تھوڑا پیچھے ہونا چاہا تو وہ اسے جھٹکے سے اپنے قریب کرتا اسکے ہونٹوں پر جھکا تھا۔ اور قطرہ قطرہ اسکی سانسوں کو ہد میں اندیلنے لگا تھا۔۔۔ کچھ دیر بعد پیچھے ہوتے وہ اسکے چہرے پر آئے اپنی قربت کے رنگ دیکھنے لگا۔۔۔ دلربا اسکی سینے پر سر رکھے لمبے لمبے سانس لے رہی تھی۔۔۔ یہ رشتہ ابھی کسی کو نہ پتہ چلے وقت آنے پر میں ہد سب کو بتاؤں گا وہ آسکے قریب ہوتے سرگوشی کر رہا تھا۔۔۔ کل یونی کے بجائے تم میرے گھر آؤ گی۔۔۔ کل میں اپنا حق وصول کروں گا تم سے۔۔۔ کل تم مکمل میری ہو جاؤ گی۔۔۔ دلربا سلطان۔۔۔ اور دلربا سلطان شرمیلا سا مسکرائی تھی ابھی اتنی جلدی؟ ہماری رخصتی نہیں ہوئی۔۔۔ اسکے بولنے پر دلربا بولی تو شاہ نے اسے دیکھا اور بولا اب تم سے دوری سوہان روح ہے دلبر جانا۔۔۔ اور پھر وہ اسے ہیرہ کے گھر چھوڑ گیا تھا۔۔۔ دلربا اسکا دل اب بھی تیزی سے دھڑک رہا تھا۔۔۔



13 اگلے دن وہ دھڑکتے دل کے ساتھ شاہ کے اپارٹمنٹ گئی تھی اور پھر شاہ نے دروازہ کھولا۔۔۔ اوو میری چھوٹی سی جان اتنی جلدی آگئی ابھی تو میں نے ناشتہ بھی نہ کیا تھا شاہ اسے دیکھ کر بولا تھا وہ اندر داخل ہوئی تو شاہ نے اسے جو س دیا پھر وہ اسکے ساتھ کچن میں مل کر ناشتہ بنانے لگی تھی ناشتہ کو ٹیبل پر رکھتے شاہ نے اسے بھی اپنے ساتھ بھیٹھا یا تھا چلو شروع کرو۔۔۔ مگر میں کر کے آئی ہوں اسکے بولنے پر وہ اسے ایک جھٹکے سے آٹھا کر اپنی گود میں بھیٹھا چکا تھا اب بولو جبکہ دلربا کچھ بولنے کے قابل نہ رہی تھی۔۔۔ اور پھر شاہ اسے لقمے کھلاتا گیا اور وہ کھاتی گئی ناشتہ ختم

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔۔

کر کے اسے اٹھائے وہ روم میں لایا تھا۔ اور بیڈ پر لٹائے اس پر سایا سا کر گیا۔ شش شاہ
۔۔ دلربا نے اسے پکارا تھا۔ نہ میرے سکون۔۔ مین آج کچھ بھی نہ سنوں گا چلو میری شرٹ کے
بٹن کھولو جبکہ اسکی بات سنتے وہ سر نفی میں ہلا گئی تھی۔۔ جانا تمہارا شوہر ہون کوئی غیر نہیں چلو
کھولو جلدی کرو۔۔ اسکے بولنے پر وہ آہستہ سے اسکی شرٹ کے بٹن کھولنے لگی تھی اور پھر وہ
ایک جھٹکے سے شرٹ اتار گیا تھا۔۔ دلربا نے ڈرتے اسے دیکھا تھا۔۔ جب اسنے دل کو پکارا
۔۔ دلربا۔۔ جی؟ وہ جلدی سے بولی تھی۔۔ کس اون مائی پلس!۔۔ جبکہ شاہ کے اس حکم پر وہ
سرخ ہوئی تھی۔۔ نن۔ نہیں۔۔ وہ سر نفی میں ہلا گئی تھی۔۔ کرنی تو تمہیں پڑے گی دلربا جاناں
۔۔ ورنہ تمہارے لیے ہی میری شدتیں برداشت کرنا مشکل ہوگا۔۔ جبکہ اسکی بات سنتی وہ
سرخ ہوئی اور اوپر ہوتے آسکے ہونٹوں پر اپنے لب رکھ گئی تھی اور پھر شاہ اسے ہدین بھیج گیا
تھا۔۔ اور یونہی قطرہ قطرہ وہ اسکے نقش نقش کو اپنے لبوں سے معتبر کرتا گیا۔۔ آج وہ دونوں
ایک ہو گئے تھے۔۔ اور آگے کیا ہونے والا تھا اسکا اندازہ کسی کو نہ تھا۔۔ وہ دونو ایک دوسرے
میں گم کسی اور ہی جہاں میں تھے۔۔



وہاں دادا کے کمرے میں داخل ہوا تھا وہ پریشان چہرے لیے بھٹھے تھے۔۔ کیا ہوا دادا سائیں؟ وہ
انکے پاس آتے بولا تھا۔۔ تمہیں ایک کام سونپیں کرو گے؟ وہ سوالیہ لہجے میں بولے تھے۔۔ کیا
کام ہے دادا سائیں میں کروں گا؟ وہ بولا تو وہ مسکرائے تھے۔۔ بیٹا ہماری زمین ہے ایک بہت
بڑی کاغان میں جس پر کے دوسری پارٹی کے لوگ قبضہ کیے ہوئے ہیں۔۔ وہ زمین ہمیں بہت
پیاری ہے تم جابو کاغان اور یہ مسئلہ سمجھالو! کیونکہ اب تمہیں ہی کچھ کرنا ہو گا ورنہ وہ ہماری
زمین ہم سے چھین لے گے۔۔ وہ اپنا سر پکڑتے بولے تو وہاں سرہاں میں ہلا گیا تھا۔۔ جی

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔

-- کب جانا ہے۔۔۔ پر سوں رات کی فلائٹ ہے وہ اسے دیکھتے بولے تھے۔۔۔ اوکے اور پھر وہ باہر نکل گیا۔۔۔



ون سن سی اپنے کمرے میں بھیٹھی تھی اسکے سامنے لیپٹاپ پڑا تھا اور وامق سلطان کی تصویر تھی سامنے۔ کاش آپ سلطان خاندان سے نہ ہوتے۔۔۔ وہ حسرت سے بولی تھی۔۔۔ یا پھر مجھے آپ سے کبھی عشق نہ ہوتا۔۔۔ ہم کبھی ملے نہ ہوتے۔۔۔ اسے شورائے شاہ نے ساری کہانی بتائی تھی ایک ایک بات۔۔۔ محض ایک شرط کی خاطر کتنے لوگ تباہ ہوئے تھے۔۔۔ ایک نے کھیل شروع کیا تھا اور ایک نے ختم کیا مگر پھر بھی ناجانے کتنی زندگیاں اس سے متاثر ہوئیں تھیں شمار کرنا ناممکن تھا اور حیدر کے ساتھ کیا ہوا تھا؟



بہت دن سے ہالہ کو اسنے نہ دیکھا تھا ویسے بھی اب اسے اس سے کوئی سروکار نہ تھا وہ اپنی زندگی میں خوش تھا۔۔۔

دو سال بعد۔۔۔

مجھے تم سے طلاق چاہیے تو مطلب چاہیے! وہ چیختے بولی تھی۔۔۔ کیوں چاہیے تمہیں طلاق بس ایک بار وجہ بتا دو میں اس وجہ کو ختم کر دوں گا! جیا۔۔۔ جبکہ اسکی بات سنتے وہ زخمی سا ہنسی تھی تم ہو وجہ۔۔۔ میں تمہارے ساتھ ایک پل بھی نہ رہوں گی۔۔۔ میں نے کیا کیا ہے۔۔۔ وہ درد سے بولا تھا۔۔۔ اس لڑکی میں اسکی جان تھی وہ حیدر تیمور کی چلتی سانسوں کی وجہ تھی۔۔۔ اور وہی آج اسکی جان نکالنے پر تلی ہوئی تھی۔۔۔ تم نے ایک معصوم کی جان لی ہے حیدر اور میں تمہارے جیسے قاتل کے ساتھ نہیں رہ سکتی! وہ سسکتی بولی تھی۔۔۔ مم۔۔۔ میں نے کس کی جان لی ہے؟ وہ

مزید اچھے اچھے ناولز پر ہنسنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔۔

تڑپ کر بولا تھا۔۔۔ تم نے ہالہ شاہ کی جان لی ہے۔۔۔ اسے اپنی جھوٹی محبت کے جال میں پھنسا کر اس کو دھوکہ دیا اور پھر اسی دن وہ مر گئی تم نے مارا تھا اسے تمہاری وجہ سے مری تھی وہ۔ جیا بولتی اسکو پتھر کا کر گئی تھی۔۔۔ اسنے کہا تھا تمہارے دھوکے نے مجھے مار دیا اور پھر وہ سچ میں مر گئی تھی۔ اور پھر جیا خان حیدر تیمور کو چھوڑ کر چلی گئی تھی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔۔۔ وہ اسکو یاد کرتا تھا بے تحاشا کرتا تھا مگر وہ لوٹ کر نہ آئی تھی۔ کبھی اپنے آٹھ سالہ بیٹے کے ساتھ حیدر تیمور بلکل اکیلا ہو گیا تھا اور پھر وہ لوگ شہر سے سلطان والا آگئے تھے وامق ہمیشہ کے ایک الگ شخصیت کا مالک تھا وہ جیا کے بعد بلکل خاموش ہو گیا تھا حیدر تک سے روہ بہت دور ہو گیا تھا اور پھر اسکی زندگی میں آئی تھی روشا نے راہب کمال جس سے وہ عشق کر بھیٹھا تھا۔۔۔ 14 دوا آج تم جابو مصباح کے ساتھ اور اپنی بڑی مامی کے ساتھ جا کر جو بھی شادی کی شاپنگ کرنی ہے کر آؤ نانا کی بات سنتے وہ سر ہلا گئی تھی بس۔۔۔ آف اسکا دل کرتا تھا کہ کہی بھاگ جائے مگر کیا کرتی بس نانا کی محبت کے لالچ میں وہ سب بھول گئی تھی اسے نانا کی محبت مل جاتی اور اسے کچھ نہ چاہیے تھا اسنے بچپن میں خواب دیکھا تھا ایک وہاج سلطان کی دلہن بننے کا خواب مگر اس رات کے بعد اسنے اپنے سارے خوابوں کو نوچ کر اپنی آنکھوں اور دل و دماغ سے نکالا تھا۔۔۔ وہاج نے کہا تھا میرے زندگی سے نکل جاؤ تو وہ نکل گئی اسکی زندگی سے چلی گئی اسکی زندگی سے وہ چھوٹی سی بچی آج بھی اسکے اندر سسکتی تھی۔



روشے چلو آج مہندی ہے میں اور تم جائیں گے تیار ہو جاؤ دو گھنٹے ہیں بس شیر و کی بات سنتے وہ تیار ہونے چل دی تھی ویسے بھی کل پھوپھو کے کہنے پر اسکی اور روہان کی منگنی کی رسم ہونی تھی سب تیاریاں مکمل تھیں وہ لگ تو خوش رہی تھی مگر وہ خوش نا تھی یہ بات وہ دل میں چھپائے بھٹی تھی روشا نے کیسے خوش ہوتی بھلا جب دل ہی کسی اور کے پاس تھا وہ کسی اور سے محبت

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔۔

کرتی تھی تو بھلا کیسے وہ روہان شاہ کے ساتھ ایک مقدس رشتے میں بندھ جاتی۔۔ مگر اسے خدا پر یقین تھا کہ کچھ ناکچھ تو بہتر تھا اس میں اس کے لیے وہ اسکا خدا جانتا تھا۔۔



آج اسکی دن کو شیر و سے ملاقات ہو چکی تھی اور وہ لوگ ایک فیصلے پر پہنچے تھے اب بس ایک ہی راستہ تھا روہانے کو وامتق سلطان کا بنانے کے لیے انہوں نے پلین کر لیا تھا انھیں کیا کرنا ہے اور اس میں شامل تھا وہاں سلطان بھی اور عیسیٰ سلطان بھی۔۔



دن تیزی سے گزر رہے تھے دل شاہ سے روز ملتی تھی وہ یہ بات اپنے گھر والوں سے چھپا گئی تھی اور میر اسے لگتا تھا دل اپنی پڑھائی میں مصروف ہے اس لیے وہ بھی اسے زیادہ تنگ نہ کرتا تھا ویسے بھی وہ اپنا نیا بزنس سٹارٹ کر رہا تھا اس لیے وہ بھی مصروف تھا۔ شاہ! دل نے اسے پکارا تھا۔۔ کیا ہوا میرے سکون؟ وہ اسے اپنے سینے پر سر رکھے دیکھ کر بولا تھا وہ مجھے ایک بات بتانی ہے آپکو! کیا؟ وہ اسے دیکھتا بولا۔۔ وہ آج شام کو بتائوں گی جب سب ہون گے۔۔ اوکے اور پھر شام میں وہ تیار ہو کر باہر آئی تو شاہ اسے دیکھتا رہا تھا۔۔ افس وہ حسن کی مورت۔۔ دلربا۔۔ آج شاہ نے اپنے کچھ جاننے والوں اور دوستوں کو بھلایا تھا۔۔ ان دونوں نے ایک ساتھ کیل ڈانس کیا تھا اور پھر دلربا اسکا ہاتھ پکڑتے مانک کے پاس گئی تھی۔۔ شاہ آج میں آپکو بتانا چاہتی ہوں کہ آپ میرے لیے کیا ہیں۔۔ مجھے آپ سے محبت نہیں عشق ہے۔ میرے شاہ۔۔ آئی لویو۔۔ اور پھر شاہ اسے دیکھ کر قہقہہ لگا کر ہنس دیا تھا۔ اچھا! پھر اسنے مانک پکڑا تھا اور سب کی جانب متوجہ ہوا اس سے ملنے سب یہ ہے میری سب سے پیاری۔۔ اور پھر وہ رکاوڈ دیکھ کر مسکرایا اور بولا۔۔ رکھیل۔۔ جبکہ دلربا کو سننے میں لگا کہ اس سے غلطی ہوئی ہے مگر پھر اسکی غلط فہمی دور تب ہوئی جب وہ بولا تھا۔ بغیر کسی رشتے کے کسی کے ساتھ رہنا اس سے تعلق بنانا رکھیل کا ہی کام مزید اچھے اچھے ناولز پر ہنسنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔

ہے نا۔۔ تو مطلب یہ میری رکھیل ہوئی۔۔ دلربا اسکو دیکھتے ساکت ہو گئی تھی شاہ۔۔ اسنے لرزتے وجود سے کہا تھا۔ ہاں یہ کڑوا ہے مگر سچ ہے جاناں تم ایک رکھیل کے علاوہ کے بھی نہیں ہو میرے لیے۔۔ وہ اسکو دیکھا تا دلربا کی جان نکال گیا تھا۔۔ شاہ۔۔ اسنے بے یقینی سے اسے پکارا تھا۔۔ اف اسکا دل یون تھا جیسے کسی نے کھینچ کر باہر نکال دیا ہو۔۔ دلربا سلطان۔۔ سے سانس نہیں لیا جا رہا تھا۔۔ تم سے جو ناکخ کیا گیا تھا نا وہ بھی نکلی تھی جاناں۔ نکاح کے کاغذات کے بجائے اس جگہ اس چیز کے کاغذ تھے کہ تم دلربا سلطان۔۔ شمول شاہ کو ہد کو چھونے کی اجازت دیتی ہو تم اس سے جسمانی تعلقات بنانا چاہتی ہو۔۔ جبکہ دلربا سلطان اس وقت یون ہو گئی جیسے جان ہی نہ ہو بلکل ساکت پتھر کی مورت۔۔ آپ ہم سے محبت نہیں کرتے؟ ایک آخری امید سے آسنے پوچھا تھا۔ ہنہ تم سے بس بدلہ لیا ہے تمہارے بھائی کی اس غلطی کا جسنے میری بہن کو موت کیلئے منہ میں پہنچا دیا پوچھنا اس سے ہالہ شاہ کا۔۔ وہ اسکی وجہ سے مر گئی تھی۔۔ تم تو بس ایک بدلہ لینے کا ذریعہ تھی میرے لیے اس سے زیادہ کچھ نہیں تھی تم دلربا سلطان! دلربا سلطان کی آنکھوں سے آنسو نکل رہے تھے مسلسل اسے اپنا وجود گندہ لگ رہا تھا ہد سے گھن آرہی تھی اسکو کس طرح اسنے چھو ا تھا کراہیت ہو رہی تھی اپنے وجود سے اسے۔۔ شاہ اور باقی لوگ اسے دیکھ رہے تھے ہنستے ہوئے اس کا مذاق اڑاتے ہوئے ذلت سے اسکا چہرہ سرخ ہو گیا تھا وہ لڑکھڑاتے قدموں سے مڑی اور باہر نکل گئی تھی بال بکھرے ہوئے تھے وہ مسلسل رو رہی تھی آنکھیں سرخ تھیں پھر وہ چلتے چلتے کہی دور نکل آئی تھی وہ ویران سی جگہ تھی کوئی آہ، ہنسی۔۔ وہ چلتے چلتے ٹھوکر کھا کر گری تھی اور پھر وہ رودی تھی درد سے۔۔ مم میرے ساتھ ایسا کیون ہوا۔۔ میں مری کیوں نہیں جب اچانک اسے سب گھومتا ہوا لگا اور وہ ہوش و حواس کھو بھیٹی تھی۔۔۔



مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔

سب خاموش سا بھیٹھا تھا اسکے ہاتھ مین سیگریٹ تھا پورے کمرے مین دھواں بھرا تھا۔ اچھا ہوا مین نے بدلہ لے لیا۔ مین خوش ہون بہت مگر دل سے آواز آئی کیسا لگا اس کو دھوکا دے کر تم مین اور اس مین کیا فرق رہ گیا تم نے اسکی بہن کو تباہ کیا اس کے ساتھ جھوٹا نکاح کیا اسکے ساتھ تعلق بنایا اسکی عزت لوٹ لی تم نے حیدر نے بس تمہاری بہن کو دھوکہ دیا تم نے اسکی بہن کو تباہ کر دیا اسکے پاس کچھ نہ چھوڑا تم بھی ایک بھیڑیے ہو۔ شموئل شاہ۔ اسکا دماغ اور ضمیر ایک دوسرے سے جنگ لڑ رہے تھے اور وہ بے بس تھا اب۔۔۔ 15 میر جلدی گھر آؤ۔۔ ایک مسئلہ ہو گیا ہے۔۔ تیمور سائیں نے اسے کال کر کے کہا تھا اور وہ جلدی گھر آ گیا تھا دل ناجانے کیوں اتنا تیز دھڑک رہا تھا۔ کیا ہوا؟ اسنے آتے ساتھ پوچھا تھا۔ دلربا گھر نہیں آئی ابھی تک اور اسکی سہیلی سے بھی بات ہوئی ہے اسنے بھی کہا کہ دل آج یونی نہیں آئی لیکن دل کو ہڈی اور یونی چھوڑ کر آیا تھا اب ناجانے وہ کہاں چلی گئی ہے۔۔ وہ پریشانی سے بولے تھے اسکے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔ دلربا! اور پھر وہ باہر نکل گیا تھا تب ہی اسکے فون پر میسیجز آنے لگے تھے اسنے فون کھولتے دیکھا تو ساکت رہ گیا وہ کچھ تصویریں تھیں کسی انٹائون نمبر سے سینڈ کی ہوئیں سب دلربا کی تھیں۔ کہیں وہ دلہن بنے سرخ ڈوبٹالیے پیپر زپر سائیں کر رہی تھی تو کہیں وہ کسی مرد کے گلے لگی ہوئی تھی ایک مین وہ اس مرد کے سینے پر سر رکھ کر سوئی تھی اور اسکی حالت ناقابل قبول تھی۔۔ میر کے ہاتھ لرزنے لگے تھے جب اچانک اسکو کال آئی اسی نمبر سے اسنے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے یس پر کلک کیا اور کال اوپن کی۔۔ ہا ہا ہا ہا۔۔ اپنی محبوبہ کی تصویریں دیکھ لین تم نے میر سلطان؟ اب سنو وہ دلربا میری ناجانے کتنے عرصے بیوی رہی ہے۔۔ بیوی کا مطلب جانتے ہونا میر۔۔ بیوی تھی مگر نام کی اس سے نکاح جو کیا تھا نا وہ نقلی تھا۔ ہا ہا ہا ہا جو کہ وہ بھی نہ جانتی تھی۔۔ اور اس سے میرا تعلق بہت ہی گہرا تھا۔۔ اور آج اسے مین نے سب بتا دیا کھیل کو یہیں ختم کیا۔۔ مگر اسکی وہ اجڑی حالت اففف وہ مزادے گئی تھی۔۔ بالکل ویسے یا اس سے بھی بد مزید اچھے اچھے ناولز پر ہننے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔

ترجیسی میری بہن کی تھی تب جب اسے حیدر تیمور نے بتایا تھا کہ اس کی محبت بس ایک کھیل تھی۔۔۔ اسنے بس ایک شرط جیتنے کے لیے میری بہن کو اپنی جھوٹی محبت میں پھنسایا تھا۔۔۔ آج اسکی بہن کا بھی یہی حال کیا مینے۔۔۔ اور اب وہ ناجانے کہنا ہے جانو اگر مل گئی تو سہی ورنہ سمجھنا کہ مر گئی ہے۔۔۔ اور پھر کال بن ہو گئی تھی۔۔۔ مگر میر۔۔۔ اسکی دنیا جڑ گئی تھی وہ اس پر ایک قیامت گزر گئی تھی مگر وہ اب بی زندہ تھا اسے دلربا کا خیال مار رہا تھا ناجانے وہ کہاں تھی کس حال میں تھی۔۔۔ ایک آنسو اسکی آنکھ سے نکل کر گرا تھا وہ سٹیئرنگ پھر سر رکھے سسک اٹھا تھا۔۔۔ اسکی محبت تھی دل جسے اسنے بچپن سے چاہا تھا۔۔۔

اور پھر جلدی سے اسنے کارسٹارٹ کی تھی اور سڑکوں پر اندھا دھند چلائی تھی کہ کہیں دل اسے مل جائے اور پھر رات کے بارہ بجے جب وہ ہمت ہارتا ایک جگہ گاڑی روکے باہر نکلتا تھا۔ د ل ل ل ل ل
۔۔۔ اور پوری شدت سے چیخا تھا اسے ایک وجود اسے اپنی جانب بڑھتا دکھائی دیتا تھا کون ہو؟
وہ لڑکا بولا تھا۔۔۔ کس کو تلاش کر رہے ہو اسنے پھر سے سوال کیا تھا۔۔۔ کوئی گم ہو گیا؟ کوئی لڑکی؟
تمہارا نام میر ہے نا۔۔۔ وہ مسلسل سوال کر رہا تھا جبکہ اسکے آخری سوال پر میر چونکے تھا۔۔۔ اسنے
جھٹکے سے سراٹھایا تھا۔ تمہیں کیسے پتا۔۔۔ وہ الجھتے بولا تھا۔۔۔ وہ لڑکی تمہارا نام لے رہی تھی جب
وہ ہمیں ملی تھی تو۔۔۔ یک کہاں ہے وہ۔۔۔ میر لڑکھڑاتے لہجے میں بولا تھا اور پھر دلربا میر کو مل
گئی تھی اجھڑی خالت مین۔۔۔ وہ اسے وہاں سے لیے جلدی سے ہسپتال گیا تھا۔



وہ لوگ ابھی ہی پہنچے تھے ہوٹل میں اور سب سے پہلا جو چہرہ اس نے دیکھا تھا وہ تھا وامتق سلطان کا مگر وہ آگے بڑھ گئی تھی دھڑکتے دل سے اور سب سے ملی تھی کچھ دیر بعد فنکشن شروع ہوا تو وہ باہر نکل گئی تھی لان میں چلی گئی اور وامتق بھی اسکی پھیچھے گیا تھا روش۔ آسنے پکارا تھا جج جی۔۔ اسنے اسے دیکھتے کہا تھا کس کی اجازت سے تم نے رشتے کے لیے ہاں کی تھی؟ وہ کون ہوتے مزید اچھے اچھے ناولز پر ہنسنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔

ہیں ہمیں کچھ کہنے والے؟ وہ اسے دیکھتے بولی تھی وامق نے ایک قدم آگے بڑھایا تو اسنے اسے گور کر دیکھا تھا۔ اور پھر وہ جھکتے اسکا منہ دبوچ گیا تھا تم۔ میں بھی دیکھوں گا کہ کیسے تم کسی اور کی سیج سجاؤ گی۔ کیونکہ میں کسی اور کو اس قابل نہیں چھوڑوں گا۔ تم اب میرا وہ روپ دیکھو گی کہ مرنے کو دل چاہے گا تمہارا۔ مگر مرنے تو تمہیں میں اب دون کا نہیں۔۔۔



اسکے وجود میں کوئی ہلچل نہ ہوئی تھی تب تک۔۔ اور پھر اسے پتا چلا کہ دلربا کو نروس بریک ڈائون ہوا ہے اسکی جان خطرے میں تھی۔۔ میرے بس تھی۔۔ اسنے تیمور سائین کو بھی بھلا لیا تھا اور وہ اسکی باتیں سنتے دلربا کو وہ مارنے کے درپر ہو گئے تھے انکی بیٹی انکی ناک کے نیچے سب کرتی رہی اور وہ جان نہ پائے تھے مگر میر نے انھیں اپنی اپنی قسم دے کر روکا تھا۔ اور پھر د گھنٹوں بعد دلربا کی حالت تھوڑی بہتر ہوئی تھی مگر اسکی جان ابھی بھی خطرے میں تھی۔۔ کوئی امید نہ تھی کہ وہ ٹھیک ہو جائے گی۔۔ میر سجدے میں جھکا اسکے لیے دعا مانگ رہا تھا

وہ اسکے لیے اب بھی بہت ضروری تھی۔۔ اسکی محبت تھی وہ۔۔ وہ ایک بار ٹھیک ہو جائے اسے زندگی دے دے دے دے پلینز۔۔ اور پھر اسکی سن لی گئی دلربا کی حالت ٹھیک ہو گئی وہ اب خطرے سے باہر تھی۔۔ وہ سجدہ شکر کرتا جلدی روم کی جانب گیا تھا اور پھر اسے گھر لے آئے تھے جیسے ہی اسے ہوش آیا تھا مگر وہ گم سم سی تھی حیدر کو جب سے پتا چلا تھا کہ ہالہ کے بھائی نے دلربا سے بدلہ لیا ہے وہ ڈپریشن میں تھا پہلے جیسا کہ اسے چھوڑ جانا اور پھر دلربا کا یہ حال اسکی حالت

خراب تھی وہ مکمل ٹوٹ گیا تھا ایک کمرے میں بند ہو گیا تھا وہ۔۔ اور دلربا وہ جیتی جاگتی لاش بن گئی تھی نہ بولتی نہ کھاتی نہ پیتی۔۔ بی اماں اسکے پاس رہتیں تھیں ہر وقت اور میر اسنے ایک پل بھی اسکا ساتھ نہ چھوڑا تھا ایک وہی بس اسکا اپنا تھا۔۔ میر نے سب کر لیا مگر وہ بول نہ سکی تھی اسکی دماغی حالت ٹھیک نہ تھی ابھی وہ کہیں بھیٹتی تو پھر وہی بھیٹی رہتی تھی اسے ہوش نہ رہتا مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔

تھا اپنا وہ آدمی آدمی رات کو کمرے سے بھاگ جاتی وہ لوگوں کو دیکھ کر خوف محسوس کرتی تھی سوائے میر کے ایک دن وہ پھر ایک دن اسکی حالت خراب ہو گئی تھی بے ہو ہو گئی میراے ہسپتال لے کر گیا تھا اور پھر جو اسے۔ پتہ چلا وہ سن سا ہو گیا تھا۔ دلربا سلطان پریگنٹ تھی۔



16 اور پھر وہ چلا گیا تھا وہ دکھ سے سوچ رہی تھی مجھے اس سے محبت ہے مگر قسمت کا ستم یہ ہے کہ وہ میری پھوپھو کے قاتل کی اولاد ہے اس پھوپھو کی جو مجھ پر جان چھڑکتی تھی میں کیسے اس انسان سے محبت کر سکتی ہوں؟ اسکا باپ میری پھوپھو کا قاتل ہے۔ یعنی وہ قاتل کی اولاد ہے۔



اسنے یہ بات جب تیمور سائیں کو بتائی تو وہ بس دلربا کو مار دینا چاہتے تھے وہ اس سے گن محسوس کرتے تھے اسکے وہ بابا جو اس پر جان چھڑکتے تھے اب اس کو دیکھنا تک نہ پسند کرتے تھے اس سے گن آتی تھی انھیں۔ دلربا اب بھی کچھ نہ بولتی تھی مگر پھر جب اسے پتا چلا وہ شاہ کے بچے کی ماں بننے والی ہے اسنے اپنے بچے کی جان لینے کی کوشش کی تھی وہ تو جیسے مکمل طور پر زہنی بیمار ہو گئی تھی میرنے اسے ہد کو کچھ نہ کرنے دیا تھا اور اس دن حد ہو گئی تھی جب اسے پتا چلا کہ تیمور سائیں نے دلربا کو کچھ ایسی پلزدیں تھی جس سے اسکا بچہ مر جائے جبکہ یہ دیکھ کر اسے بہت غصہ آیا تھا اور پھر اسنے فیصلہ کیا تھا دلربا سے نکاح کا فیصلہ۔ دلربا اسکی بات مانتی تھی اور پھر اسکی بات مانتے اس نے قبول ہے قبول ہے قبول ہے کہ دیا تھا وہ اسکی بیوی بن گئی تھی اور پھر وہ اے وہاں لے لے گیا تھا۔ لندن مگر جو پلزدیں تیمور سائیں نے دل کو دین تھی ان کا اثر ہوا تھا اور دلربا کا مسکیر ج ہو گیا تھا وہ تو کوئی خاص رسپانس نہ دیتی تھی مگر میر کی توجہ سے وہ دن بہ دن بہتر ہو رہی تھی اور انکار شتہ آہستہ آہستہ ٹھیک ہو گیا تھا مگر جب بھی اسے کچھ پرانا یاد آتا وہ پینک ہو جاتی تھی۔ اور پھر ایک دن میر جب اسے ڈاکٹر کے پاس لے کر گیا تو اسے پتا چلا کہ وہ باپ بننے

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔

والا ہے اس دن اس کو لگا اسے سب مل گیا ہوا سکی زندگی مکمل ہو گئی تھی دل بھی نارمل رہتی تھی یہ بات اس نے پاکستان نہ بتائی تھی دل کا وہ اب بھی بہت اچھے طریقے سے خیال رکھتا تھا بلکل کسی انمول چیز کی طرح۔ اور پھر سات ماہ بعد دلر باکی حالت حراب ہوئی تھی بلکل پہلے کے جیسے اور وہ جب ہسپتال پہنچے تو اسکے آپریشن ک آکھا تھا ڈاکٹر نے۔۔ وہ وہاں بھی تھا تھا اور بس دعا کر رہا تھا اسکی سانسیں اٹکی ہوئی تھیں ایک طرف اسکا بچہ تھا تو دوسری طرف اسکی بیوی تھی۔۔ نرس اسکے پاس آئی تھی۔۔ آپ بتائیں آپ اپنے بیوی یا بچے مین سے کس کو بچانا ہا تھا ہیں وہ اس سے پوچھ رہی تھی اور اسے لگا وہیل سراط پر کھڑا ہے اسنے پیپر ز پکڑے اور پھر۔۔ کچھ سوچتے سائن کر دیے تھے۔۔ جبکہ نرس وہ پیپر لیتے اندر چلی گئی تھی اور۔۔ کچھ دیر بعد اسکے ہاتھ مین ایک نئی پری دی گئی تھی۔۔ میری وائف۔۔ آسنے پوچھا تو ڈاکٹر نفی مین سر ہلا گئی تھی۔۔ وہ ٹھیک نہیں ہیں۔ انکی جان کو ابھی خطرہ ہے۔۔ شاید ہم انھیں بچانہ سکین یہ پری میچوں ڈیلیوری ہے تو آپکی بچی کو آکسیجن مین رکھا۔ جائیے گا اور پھر اس سے بچی لے لی گئی تھی۔۔



دونوں گائوں مین کھرام مچ گیا تھا عیسی سلطان کو شیر و شاہ کی گولی لگی تھی اور وہ بری حالت مین ہسپتال مین تھا۔ ہسپتال مین آگ لگنے سے پورا ہسپتال، تباہ ہو گیا تھا۔ اور پھر وہ مر گیا تھا۔۔ پنچایت بھلائی گئی تھی اور پھر سردار وہاں نے فیصلہ کیا تھا۔۔ شہر و شاہ کی بہن رو شانے کو ونی کیا جائیے یا پھر شیر و کی جان دی جائے بدلے مین اور پھر شاہ حاندان نے روشے راہب کمال کو ونی کر دیا گیا تھا اسکا نکاح وامتق سلطان سے کر کے اسے حویلی نہ لایا گیا تھا اسے شہر لے جایا گیا تھا وامتق کے فلیٹ مین اور وہ تب سے رو رہی تھی۔ اسکے بابا نے اسے ونی کیا تھا وہ بابا جو اس سے بہت پیار کرتے تھے۔ وہ شہر وامتق کے ساتھ آئی تھی سارے راستے رو رو کر اور پھر وہ گاڑی مین سو گئی تھی جہاں سے وامتق اسے اٹھا کر لایا تھا فلیٹ مین اسے بیڈ پر لٹا کر واپس باہر چلا مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔

گیا تھا اوپر کبیل دے کر سامنے اسکے لیے کھانا بنایا اور پھر جب کمرے میں داخل ہوا تو وہ تب بھی سو رہی تھی۔۔ عیسیٰ سلطان بالکل ٹھیک تھا اسے کچھ نہ ہوا تھا جب یہ بات سلطان والا والوں کو پتا چلی تو سن کر سب نے شکر کا سانس لیا تھا۔۔ مگر کوئی باہر والا بندہ یہ بات نہ جانتا تھا۔۔ وہ جب باہر دو منٹ کے لیے گیا تو اسنے جلدی سے آنکھیں کھولیں تھیں وہ تو جاگ گئی تھی مگر نائٹ کر رہی تھی مگر جیسے ہی وہ پھر کمرے میں آیا اسنے آنکھیں بند کر لین تھیں۔ وہ جھک کر اسکا ماتھ آچوم رہا تھا۔۔ تم میرے لیے بہت معنی رکھتی ہو عزیزم۔۔ تم میرا سکون ہو۔۔ اور اب وہ اسکے چہرے کے نقش و نگار کو چوم رہا تھا۔۔ جبکہ روشے اسکے پہلے لمس پر کانپ سی گئی تھی اسکا چہرا سرخ ہو گیا تھا جبکہ وہ اسکی لرزتی پلکیں دیکھ کر جان گیا تھا کہ وہ جاگ چکی ہے۔۔ اسنے اسے پکارا تھا روشانے وامق سلطان۔۔ میری طرف دیکھو۔۔ اسکی پکار پر وہ آنکھیں کھول گئی تھی دیکھو آجے تم میرے نام ہو گئی ہو۔۔ تم میرے نام سے پکارے جاؤ گی مجھ سے وڑی جاؤ گی اب ہر جگہ تم میری سانسوں سے بھی کہیں زیادہ عزیز ہو مجھے عزیزم۔۔ اور پھر وہ اسکو دیکھنے لگا جسکی آنکھوں میں آنسو تھے اسے لگا تھا کہ وہ لوگ اسکے ساتھ ونی والا سلوک کرین گے جبکہ وہ تو جیسے پیار جتا رہا تھا یہ بات روشے کو حیران کر گئی تھی۔۔ کیا آپ۔۔ میرے ساتھ ونی والا سلوک کرین گے؟ وہ سوال کر رہی تھی۔۔ جبکہ وامق مس مسکرایا تھا۔۔ نہ میری جان تمہارے ساتھ محبوب بیوی والا سلوک کروں گا میں۔۔ اور پھر وہ جھکتے اسکے گال پر لب رکھ گیا تھا۔۔ اسکا چہرا سرخ ہوا تھا۔۔ و و وامق۔۔ اسنے پکارا تو جیسے وامق کو اپنا نام سب سے پیارا آج پہلی بار لگا تھا۔۔



مبارک ہو آپکی وائف اب خطرے سے باہر لین ڈاکٹر کے بتانے پر وہ ہوش کی دنیا میں آیا تھا۔۔ او تیرا شکر یارب اور پھر وہ اسکے روم کی جانب بڑھا تھا۔۔ جب وہ کمرے میں داخل ہوا تو دلربا آنکھیں بند کیے لیٹی تھی دل۔۔ اسنے پکارا تھا۔۔ ہوں۔۔ وہ اسے دیکھتے سسک پڑی تھی۔۔ اور

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔

پھر وہ اسے ہدین سمیٹ گیا تھا۔ اسنے یہ خبر پاکستان دی تھی کہ اسکے گھر بتی ہوئی ہے مگر وہ یا نہ بتا سکا تھا کہ یہ وہ نہیں جو شاہ کی اولاد ہے بلکہ یہ اسکا خون ہے اور یہی اس سے غلطی ہوئی تھی اور پھر وہ لوگ پاکستان آ گئیں تھے مگر دو سال بعد انکی ایک کار ایکسیڈنٹ میں موت ہو گئی تھی۔۔ اسکے بعد سے دوہامیر۔ کو بی اماں نے سمجھا لا تھا 17 وہ اپنے کمرے کی بالکنی میں کھڑا گزرے سالوں کو سوچ رہا تھا وہ بھیا نک رات اسے آج بھی یاد تھی جب اسے پہلی بار بابا نے ڈانٹا تھا اور وہ غصے میں گھر آیا تھا اسنے مصباح کو بھیجا کہ دوہا کو بھلا لاؤ کچھ دیر بعد وہ واپس آئی تو رو رہی تھی۔۔ کیا ہوا مصباح؟ اسنے آے پوچھا تو وہ بولی کہ دوہا نے اسے تھپڑ مارا ہے اور لڑائی بھی کی ہے جبکہ اسکے بازو پر زخم بھی تھے دوہا نے پہلے ایسا کبھی نہ کیا تھا اور وہاں کو ایسے کام پسند بھی نہ تھے جبکہ اب دوہا کی اس حرکت پر وہ بہت زیادہ غصہ ہوا تھا اسے کم ہی ایسا برا غصہ آتا تھا اور جب آتا تھا تو پھر۔۔ دوہا اپنے کمرے میں تھی جب مئی اسکے کمرے میں آئی اور اسے دیکھتے اسکے ماما اور بابا کے بارے میں برا بولنے لگی دوہامیر کو برا لگا اور اسنے اسے اپنے کمرے سے نکال دیا اور دروازہ بند کر کے رونے لگی اور پھر کچھ دیر بعد وہ اٹھی اور بی اماں کے کمرے کی جانب چل دی ایک وہ تھی اسکی ماں کی جگہ تھیں وہ دروازہ کھولتے اندر داخل ہوئی مگر بی اماں وہاں نہ تھیں وہ واش روم کی جانب بڑھی تو دروازہ کھلا تھا اور پانی باہر تک آ رہا تھا وہ جلدی سے اندر داخل ہوئی تھی اور پھر اسکی چیخ بے ساختہ تھی۔۔ بی۔۔ اماں۔۔ اسکا خوف سے برا حال تھا بی اماں۔۔ واش روم میں خون پھیلا تھا اور بی اماں کا ساکت وجود پڑا تھا انکی سانسیں چل رہیں تھیں۔ دوہا۔۔ انکے قریب گئی تھی روتے ہوئے وہ اسے کچھ کہنا چاہتی تھیں مگر ان سے بولا نہ جا رہا تھا۔۔ بی اماں یہ کس نے کیا؟ وہ لڑکھڑاتے لہجے میں بولی تھی۔۔ مس۔۔ مم۔۔ اور اس سے پہلے وہ کچھ اور کہتیں انکی سانسیں رک گئی دوہا جلدی سے اٹھی اور وہاں کے کمرے کی جانب بڑھی تھی وہ اسکی کمرے میں داخل ہوئی تو وہ نہا کر نکلا تھا۔۔ جی۔۔ اسے دوہا نے پکارا تو وہ اسکو دیکھتے مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔

ہی منہ پھیر گیا۔ وجی۔۔ وہ اسکی جانب بڑھی اور اسکا ہاتھ پکارنا چاہا تو وجی نے اسکا ہاتھ جھٹک گیا تھا۔۔ جائو یہاں سے۔۔ اسکے اس قدر روکھے لہجے پر وہ رودی تھی ایک تو پہلے ہی وہ بری طرح ڈری ہوئی تھی اوپر سے وجی کا یہ لہجہ۔ وجی بات سنو تم میری وہ ادھر۔۔ ابھی وہ کچھ کہتی وجی نے بری طرح اسے جھٹک دیا تھا۔۔ دفعہ ہو جائو تم جان چھوڑ دو میری۔۔ جبکہ اسکا اس قدر سخت لہجہ دوہامیر کو توڑ گیا تھا وجی۔۔ اسنے ساکت سا اسے کہا تا وہ جو پہلے ہی اس پر غصہ تھا اب مزید اسے غصہ دلار ہی تھی جاپو اور آو اب کبھی میرے سامنے مت آنا تم دوہامیر میری زندگی سے دفعہ ہو جائو وہ بری طرح ڈھاڑا تھا۔۔ اور دوہا کو اپنے کمرے سے نکال دیا تھا۔۔ اور پھر دوہامیر چلی گئی وہاں سے کمرے میں آتے وہ آٹھ سال کی دوہامیر بے ہو ہو گئی تھی۔۔ اسے بابا نے بتایا تھا کہ اسکی کل کی فلائٹ ہے لندن کی جبکہ وہ جاننا نہ چاہتا تھا بابا کو منع کیا تو وہ بھڑک گئے اور اسے اتنا کچھ سنا دیا۔۔ اور پھر وہ سارا غصہ دوہا پر نکالا تھا۔۔ اور پھر اگلے دن وہ لندن چلا گیا۔۔ سب بدل گیا تھا۔۔ پھر اگلے دن اماں بی کو دفنا دیا گیا۔۔



دلربا سلطان اس دنیا سے چلی گئی تھی مگر اسکی یادیں آج بھی تھیں کسی کے پاس کوئی تھا جو آج بھی اس کو یاد کرتا تھا کوئی آج بھی اپنی غلطی پر روتا تھا۔۔ اور وہ تھا شورائیم شاہ۔۔ مگر اب نہ دلربا واپس آسکتی تھی نہ ہی اسکا اسے دیار دم ہو سکتا تھا۔۔ اب بس وہ تھا اور پچتاوے کا ناگ جو اسے بار بار ڈھستا تھا۔۔

دل نے کہا تھا میر سے ایک بار۔۔ دنیا ایسی کیون ہوتی ہے کہ کسی کے برے عمل کا بدلہ کسی اور سے۔۔ لیتی ہے یہ بھی نہیں دیکھتی کہ اگلا بندہ پہلے ہی کس ازیت سے گزر رہا ہے یا وہ اس قابل بھی ہے کہ اتنا کچھ برداشت کر سکے۔۔ اسکے ساتھ بھی ایسا ہی تو ہوا تھا۔



مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔

آج اسے جانا تھا دادا کی زمین کے لیے تو وہ اپنی تیاری مکمل کرتا باہر باغ میں چلا گیا تھا ہوا چل رہی تھی شاید بارش ہونے والی تھی تب ہی اسکی نظر دوہا کی بالکنی کی جانب گئی تھی یہاں وہ کھڑی تھی اسکے ہاتھ میں ایک ٹیڈی بیر تھا وہی جو اس رات اسکے ہاتھ میں تھا اس رات بھی وہ رو رہی تھی اور اب بھی وہ رو رہی تھی آنکھیں اسکی آسمان پر تھیں۔ آنسو تو اتر رہے تھے اسکی آنکھوں سے سردار کے دل کو کچھ ہوا تھا اور پھر اب اچانک اسنے وہ ٹیڈی بیر ہوا میں اچھالا تھا اور آدھ دور زمین پر جا گرا تھا دوہا میر کی سسکیاں گھونج رہنے تھیں وہاں پر اسنے سردار کو نہ دیکھا تھا ابھی اور وہ چلی گئی تھی پھر وہاں سلطان کی نظروں سے دور اور پھر شاید یہ اسکا آخری دیدار تھا۔ وہاں سلطان کے دل کو کچھ ہوا تھا ایک آنسو ہد سے ہی اسکی آنکھ سے نکل کر بہ گیا تھا اور پھر وہ چلا گیا تھا۔



وہ گھر میں داخل ہوا تو روشے کہی نہ تھی۔۔ روشے اسنے پکارا تھا مگر وہ باہر نہ آئی تھی۔۔ اسنے پکچن دیکھا پھر واش روم اور روم دیکھا مگر وہ کہیں نہ تھی۔۔ جب اچانک اسکا فون بجاشیر وکی کال تھی۔۔ ہاں ہیلو کیا ہوا۔۔ آج میں آیا تمہارے گھر اور پھر روے کو بتا دیا جیسا سوچا تھا اسکا ریکشن۔۔ ویسا تھا اب بہت غصے تھی وہ کیا تم سے کچھ کہا اس نے؟ اسکی بات سنتے وہ چواڑکا تھا اب کیا ہو گا وہ ناجانے کہنا تھی۔۔ پھر اسے ایک خیال آیا وہ جلدی سے ساتھ والے گھر گیا تھا جہاں وہ اکثر جاتی تھی اسنے دروازہ بجایا تو امان جی نے دروازہ کھولا تھا ان سے اسنے روشے کا پوچھا تو وہ لاعلمی کا اظہار کرنے لگی وہ ہر جگہ دیکھ چکا تھا ناجانے کہنا تھی وہ اسکا دل رک رک کر چل رہا تھا اور پھر وہ نیچے گیٹ کے پاس گئی اتھا تم نے کسی لڑکی کو دیکھا ہے ادھر کالے کپڑوں میں اسنے وایچ میں سے پوچھا تھا اور پھر اسنے بتانے پر بلڈنگ کے پیچھے بنے پارک میں گیا تھا جہاں وہ ایک بیچ پر بھیٹھی تھی وہ اسے دور سے دیکھتے پہچان گیا تھا۔۔ اسے بتا دیا تھا وہ سب بس ان دونوں کو ایک

مزید اچھے اچھے ناولز پر ہنسنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔

کرنے کے لیے انہوں نے پلین کیا تھا اور روشے کو جھٹکا لگا تھا۔ 18 آج وہ کسی اور کے نام ہو گئی تھی اسکے آنسو مسلسل بہ رہے تھے رحستی کا وقت ہوا تو وہ نانا کے گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی فنکشن گائوں میں ہی تھا بلکل چھوٹا سا فنکشن حسن علوی آیا اسکا نکاح ہوا اور اب رحستی تھی اسنے کل سے وہاں کونہ دیکھا تھا کل اسکی یاد کے ساتھ وہ آخری بار روئی تھی۔۔ وہ محبت جو اسکی کبھی نہ تھی وہ دل کے ایک کونے میں دفن ہو گئی تھی۔۔ اور پھر اسے رحست کر دیا گیا تھا اسنے آخری نظر ولا کو دیکھا تھا جہاں اسکی زندگی کے سرد و گرم گزرے تھے اور آج وہ جا رہی تھی پھر ناجانے کب اسے آنا تھا اور اس نے ایک آخری نظر سب کو دیکھا تھا شاید کوئی اسے روک لے مگر کوئی نہ تھا جو اسکو کہتا مت جائو۔۔ اسکی رحستی ہو گئی وہ چلی گئی تھی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔



اوہ اچھا ہو گیا ایک بلا ٹیل ہمارے سر سے وہ دادا کے کمرے میں آتی بولی تو وہ مسکرایئے تھے۔۔ اب وہاں کو کیا جواب دینا ہے؟ مگر پھر وہ پریشانی سے بولے تھے۔۔ ہنہ اسکو ہد جب پتا چلے گا تو دیکھیں گے مگر آپ اسکو یہ کہیے گا کہ دوہا اپنے شوہر کے ساتھ کہی اور چلی گئی ہے اور اس نئی جگہ کا علم آپکو نہیں آگے جب وہ اس پتے پر جائے گا تو اسے ایک بندہ کہیے گا کہ انکا کوئی علم نہیں اور پھر وہ واپس آئیے گا اور کچھ دن ایسے ہی گزارے گا پھر وہ ٹھیک ہو جائے گا۔۔ اور آپ کے کہے کے مطابق کام کرے گا۔۔ اور ہاں بی اماں کے قاتل کو شاید دوہا جانتی ہے۔۔ مگر کوئی اسکی بات کا یقین نہ کرے گا میں نے اسکے لیے پکے ثبوت تیار کر لیے ہیں۔۔۔ وہ مکر وہ چہرے سے بولی تھی۔۔



مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔

ہاں وہ تھی ایک حاسد۔۔ حسد کرنے والی۔۔ اسے دوہامیر کا وجود ناقابل قبول لگتا تھا۔۔ وہ اسکی خوشیوں سے بیرکھاتی تھی۔۔ وہ دوہامیر کو بے بس کر دینا چاہتی تھی اور اسے اسنے ایسا گیم کھیلا تھا کہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔۔ اور پھر اسنے سب سے پہلی اسکی بی اماں کو قتل کیا تھا۔۔ سردار کے دل کو اس سے بدگمان کیا تھا اور پھر۔۔ دوہا کیلی ہو گئی تھی بلکل۔۔ وہ اکثر دوہا کو دکھانے کے لیے بس فون کان سے لگا کر سردار سے بات کرنے کا ڈھونگ کرتی تھی۔۔ دوہا بس اسکی آواز تک سننے کو ترستی تھی۔۔ دس سال دوہامیر کو اس نے مختلف طریقوں سے ٹارچر کیا تھا اس کی ہر عزیز چیز چھینی تھی جو اسے پسند تھی۔۔ اور پھر وہاں سلطان لوٹ آیا تھا۔۔ مگر وہ تب بھی باز نہ آئی تھی اسنے دادا کے ساتھ مل کر ایک پلین بنایا تھا دوہا کو اس گھر سے نکلنے کا پلین اور پھر وہ لوگ سردار کو دور بھیج کر دھوکے سے دوہا کو رخصت کر چکے تھے۔۔ وہاں کو دور اس لیے بھیجا تھا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ وہ کچھ نہ کچھ کر کے دوہا کو کسی اور کا نہ ہونے دے گا۔۔ اور پھر وہ کامیاب ہو گئے تھے کیونکہ وہاں سگنل تک نہ آتے تھے تو فون کر بھی نہ سکا تھا اور کسی اور نے بھی اسے فون نی کیا تھا۔۔

وہ اسکو جہنم میں دھکیل چکے تھے اسکی زندگی میں زہر گھول چکے تھے مگر ناجانتے تھے وہ جو اوپر بھیٹھا اللہ ہے نہ وہ سب دیکھ رہا ہے۔۔



روشنے! وہ اسکی پکار پر مڑی تھی اور واقعہ اسے کھینچ کر گلے سے لگا گیا تھا۔۔ یہاں کیون آئی ہو مجھے بتا دیتی میں تمہیں اوپر ڈھونڈ رہا تھا یار۔۔ وہ اسکا چہرہ ہاتھوں میں تھا مے ابولا تھا۔۔ جبکہ روشنے بس خاموش تھی وہ اسکا ہاتھ پکڑے اسے واپس گھر لے آیا تھا اور پھر اسے صوفے پر بھینٹا کر اسکے پاس بھیٹھا تھا۔ کیوں چلی گئی تھی؟ مجھ سے دور جانا چاہتی ہو؟ وہ سوالیہ لہجے میں اس سے پوچھ رہا تھا۔۔ نن۔ نہیں۔ وہ سر نفی میں ہلاتی بولی تھی۔۔ پھر کیا ہوا؟ وہ اس سے پوچھ مزید اچھے اچھے ناولز پر ہنسنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔

رہا تھا۔۔ وہ پیار لٹاتا لہجہ روشانی کو پھر سے رونا آنے لگا۔۔ کیا ہوا میرے سکون کو۔۔ کیون چپ ہو۔۔ بولو۔۔ مار لو۔۔ مگر رو نہیں پلیز۔۔ وہ التجائیہ لہجے میں بولا تھا۔۔ روشانی ایک دم اسکے سے نے میں منہ گلا کر رونے لگی تھی۔۔ جبکہ وامق بے بس سا اسکے گرد بازو باندھتا اسے ہد میں بھیج گیا تھا۔۔ روشانی نے آج اسکی ڈائری پڑھی تھی جس میں وامق کے عشق کی داستان لکھی تھی اسنے پڑھا تھا اسکے لکھے کئی لفظوں کو وہ صرف لفظ نہ تھے وہ نانبجانے کیا تھا روشانی راہب کمال کو اپنی محبت اسکے سامنے کچھ نہ لگی تھی۔۔ وہ تو ہر ہد پار کرنے کو تھا اسکے عشق میں۔۔ وامق ، اسکے پکارنے پر وہ اسکو دیکھنے لگا تو وہ اسکی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی جہان ایک نیا جہان آباد تھا اسکے عشق کا جہان۔۔ اور پھر وہ اوپر ہوتے آنسو سے بھری آنکھوں سے اسکے ماتھے کو چوم گئی تھی پھر اسنے اسکی آنکھوں پر اپنے لب رکھے تھے یون جیسے اسکے سارے غم اپنے نام کر رہی ہو جو اسنے برداشت کیے تھے۔۔ اور وامق سلطان ساکت سا اسکے سامنے بھیٹھا ہوا تھا پھر وہ اسکا سر پکڑتے اپنے سینے سے لگا گئی تھی یون جیسے کہ رہی ہو بہادو سارے دکھ۔۔ ازیت۔۔ آج میرے پہلو میں کیونکہ آج کے بعد عشق کی ایک نئی داستان رقم ہو گئی۔۔ اور وامق سلطان اسکے سینے سے لگا بس ساکت سا تھا ایک آنسو اسکی آنکھ سے لہڑکا تھا وہ شکر کا تھا۔۔ آج وہ اسے مل گئی تھی مکمل وہ بھی اس سے عشق کرتی تھی سجدہ شکر تو پھر بنتا تھا نا۔۔

ان دو لوگوں کا جدار ہنا کھٹن ہے جنہوں نے ایک دوسرے کو گلے لگا کر چاہتوں کا لمس محسوس

کیا ہو  



وہ گھر پھنچے تو وہ اسے گاڑی سے اتر کر گھر جانے کا کہتا کہی چلا گیا تھا وہاں کیلی بلکل اندر آگئی تھی وہاں کوئی نا تھا اسے یک دم ڈر لگنے لگا تھا۔۔ اس وقت رات کے گیارہ بج رہے تھے وہ صوفے پر پر جا کر بھی آٹھ گئی تھی۔۔۔ اور کافی دیر انتظار کرنے کے بعد بھی جب وہ وہ نہ آیا تو وہاں آتھی مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔

اور کمرے دیکھنے لگی ایک کمرہ جو سے لگا کہ آسکا ہو سکتا ہے وہ ادھر داخل ہو گئی تھی کوئی سجاوٹ نہ کی گئی تھی نہ کوئی انتظام۔۔۔ 19 رات کے ناجانے کون سے پہرہ اسکی آنکھ کھلی تھی جب وہ اندر داخل ہوا تھا۔ آگئے آپ۔۔۔ وہ بولی تو حسن علوی نے اسکی جانب دیکھا تھا وہ اب بھی دلہن کی طرح سچی ہوئی تھی رات کے تین بج رہے تھے وہ سوئی جاگی کیفیت میں کھڑی تھی ڈوبنا جانے کہاں تھا وہ اسکی جانب بڑھا تھا لیکن ایک دم لڑکھڑایا تھا دوہانے اسے سمجھالا تھا۔ کیک۔ کیا ہوا؟ اسکے پوچھنے پر وہ اسے ہد سے دور جھٹک گیا تھا۔ دور رہو مجھ سے دوہانے حیرت سے اسے دیکھا تھا۔ تم میرے قریب مت آؤ۔۔۔ اور پھر وہ بیڈ پر لیٹ گیا تھا۔ دوہا اب بھی ویسے ہی کھڑی تھی۔۔۔ ادھر آؤ۔۔۔ اسکے بھلانے پر وہ ڈری تھی۔۔۔ جی۔۔۔ اور اسکے قریب گئی تھی۔۔۔ ادھر بھٹیٹھو۔۔۔ زمین پر۔۔۔ اسکے کہنے پر وہ اسکے چہرے کی جانب حیرت سے دیکھنے لگی تھی۔۔۔ سنا نہی کیا کہا میں نے۔۔۔ ادھر بھٹیٹھو زمین پر جبکہ وہ اسکی دھاڑ پر سہ تی زمین پر بھٹیٹھی تھی۔۔۔ ہاں اب یہیں بھٹیٹھی رہو ساری رات۔۔۔ اور پھر وہ کروٹ بدل کر سو گیا دوہا میر دلہن کے کپڑوں میں زمین پر اپنے شوہر کے قدموں میں بھٹیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ ایک دم وہ رو دی تھی سسکیاں دبانے کو اسنے منہ پر ہاتھ رکھا تھا۔۔۔ اور پھر دوہا میر کی زندگی بدل گئی تھی یہ کہنا غلط نہ ہوگا جہنم بن گئی تھی۔۔۔

وہ کئی دن تک گھر سے غائب رہتا تھا اور جب بھی گھر آتا جلدی میں ہوتا یا کوئی نا کوئی کام آجاتا اسکا اور وہ پھر چلا جاتا اسکی آدی کو مہینہ گزر گیا تھا مگر وہ ابھی تک سمجھلی نہ تھی قسمت کا ہر وار پہلے سے زیادہ زوردار ہوت آتی آ۔۔۔ جب کبھی اسکے کسی بات پر عرصہ آتا وہ دوہا میر کو نو چتا تھا اسکے جسم پر مار کے ناجانے کتنے نشان تھے وہ ایک وحشی جانور تھا۔۔۔ جس کے ساتھ اسے باندھا گیا تھا اور یوں ہی اسے اسکے ظلم سہتے ایک سال گزر گیا تھا۔۔۔




مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔۔

وہ جب واپس آیا تو اسے کچھ بدلہ بدلہ سا لگا تھا مگر وہ جان نہ پایا تھا مگر ایک دن جب وہ زنان خانے کی جانب جا رہا تھا اسنے دونوں کوروں کو بات کرتے سنا تھا۔۔۔ ویسے اچھا نہ ہوا انکے ساتھ جو یون انکو ایسے ہی کسی کے ساتھ بھی رحست کر دیا گیا۔۔۔ بے چاری نا جانے کیا کیا سہتی ہو گی اس گھر میں کوئی انکا نہ تھا گلے گھر نا جانے کا ہوا ہو گا وہ بندہ تو ویسے ہی پاگل لگتا تھا سمجھے۔۔۔ وہ لوگ کس کی بات کر رہے تھے وہ انکی جانب بڑھ گیا۔۔۔ کس کی بات کر رہے ہو تم لوگ۔۔۔ اسکے پوچھنے پر وہ دونوں سہم گئیے تھے اسکے غصے سے تو سب واقف تھے۔۔۔ وہ کسی کی نہیں صاحب۔۔۔ وہ دونو بولے تو اسنے ایک قدم آگے بڑھایا تھا۔۔۔ بتا رہے ہو یا نہیں! اسنے بس یہ کہا تھا اور وہ دونو ہمت کرتے بول گئیے تھے۔۔۔ وہ جی دوہا بیگم کی۔۔۔ اور سردار کو لگا کہ اسکو سننے میں غلطی ہوئی ہے۔۔۔ کیا کہا اسنے پھر پوچھا تھا۔۔۔ وہ جی دوہا بیگم کی۔۔۔ اور وہاں سلطان ساکت رہ گیا یہ کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔ وہ جلدی سے اندر کی جانب بڑھا تھا سامنے مصباح کھڑی تھی۔۔۔ ادھر آو اسکو بلانے پر وہ اسکی جانب آئی تھی کیا ہوا؟۔۔۔ دوہا کہاں ہے؟ اسکے پوچھنے پر مصباح کا رنگ اڑا تھا۔۔۔ وہ وہ۔۔۔ اپنے گھر ہے۔۔۔ اسنے کہا تو سردار کو جیسے اب جھٹکا لگا تھا یہ کیسے ہو سکتا۔۔۔ ہے وہ جلدی سے دادا کے کمرے کی جانب گا تھا جہاں وہ آرام کر رہے تھے۔۔۔ یہ کیا ہے آپ نے کہاں بھیجا ہے دوہا کو۔۔۔ وہ تیز لہجے میں آج پہلی بار ان سے بات کر رہا تھا۔۔۔ ہر دار بات کرنے کی تمیز بھول گئیے ہو کیا تم وہ آرام سے بولے تھے پہلے ہی جانتے تھے کاریکشن۔۔۔ میں نے جو پوچھا ہے آپ سے اسکا جواب دین۔۔۔ کس سے پوچھ کر آپ لوگوں نے اسکی زندگی کا فیصلہ کیا تھا۔۔۔ کہاں ہے وہ۔۔۔ اسے ہم نے اسکی مرضی سے رخصت کیا ہے اسنے ہاں کی تھی اس کے لیے تم کون ہوتے ہو اسکی زندگی میں آکر دھونس جمانے والے۔۔۔ انہوں نے الماری سے ایک پرچی نکالی اور اسے دیا اگر اس سے ملنا چاہتے ہو تو جائو مل آو آسے۔۔۔ اور پھر وہی ہوا جو انہوں نے کہا تھا وہ اسے وہاں نہ ملی تھی وہ لوگ کہی اور چلے گئیے تھے۔۔۔ اور وہاں سلطان آج سہی میں ہار تھا

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔۔

-- اور اسنے اسے ہر جگہ تلاش تھا۔ مگر وہ کہیں نہ تھی۔ وہ پاگل ہو رہا تھا اسکی جدائی میں مگر وہ کہی نہ تھی ناجانے کہا چلی گئی تھی۔ کس حال میں تھی وہ تڑپ رہا تھا آج وہاج سلطان مگر آ کوئی نہ تھا اسکے پاس۔ اسے آج علم ہوا تھا دوہامیر کی تکلیف کا جب اسکے پاس کوئی نہ تھا۔ عرصہ ہوا تھا اسے دیکھے۔ وہاج سلطان بے بس تھا بہت بے بس۔۔۔

ستا کر مجھے بے بس کرتی ہیں۔۔

تیری یادیں بھی حد کرتی ہیں 

وہ نیلی آنکھوں والا سردار دوہامیر کے عشق میں آج بے بس تھا بہت۔ ایک بار مل جاو دوہامیر تمہیں سات پردون میں چھپائوں گا کہ کوئی آنکھ تم تک پہنچ نہ سکے گی۔۔



ایک سال بعد۔۔۔

وہ پہلے سے شادی شدہ انسان تھا اسے جب یہ بات پتا چلی تو وہ ساکت رہ گئی تھی بھلا کوئی اتنا کیسے گر سکتا ہے نانا۔ نے اسے ایسے انسان کے ساتھ باندھا تھا کہ وہ ہر ہی اپنے مرنے کی دعائیں کرنے لگی تھی۔۔

حسن علوی کو وہ بیچی گئی تھی ایک بزنس ڈیل کے بدلے اور پھر دوہامیر کو جب یہ بات پتہ چلی اسنے گھر سے بھاگنے کی کوشش تھی۔ مگر ناکامیاب رہ گئی اور اسکی اسے سزا ملی تھی حسن علوی نے اسے اتنا مارا تھا کہ اسکی بازو ٹوٹ گئی تھی اور پھر اسے خوب اچھے سے زخمی کرنے کے بعد ہو بولا تھا تم جیسی لڑکی میرے ساتھ نہیں رہ سکتی۔ پھر حسن علوی نے اسے طلاق دے دی تھی اور وہ اسکے گھر سے نکل گئی تھی بالکل خالی ہاتھ درد سے جان نکل رہی تھی اسکی۔۔ 19 آج سال بعد بھی وہ ویسا ہی تھا سردار وہاج سلطان آج بھی وہ دوہامیر کے عشق کی قید میں تھا جیسے دوہامیر

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔

نے تو دس سال کیا تھا مگر وہ ایک سال سردار وہاج سلطان نے ناجانے کیسے گزارا تھا دوہا میرا سکی پل پل یاد آتی تھی وہ آج بھی اسکو دیکھنے کو ترستا تھا وہ آخری دیدار اسے یاد تھا آج بھی جب وہ رو رہی تھی اور پھر اسکے بعد وہ اسے دیکھنا سکا تھا۔۔۔۔۔

ہاں۔۔ ہیلو آج کہاں مل رہے ہو تم؟ وہ فون پر کسی سے پوچھ رہا تھا۔۔۔ میرا ایکسیڈنٹ ہو گیا۔۔۔ یار چھوٹا سا میں یہاں پاس سرکاری ہسپتال میں ہوں۔۔۔ وہ اور عیسیٰ ایک بزنس ڈیل کے لیے بلوچستان آئے ہوئے تھے اب کا وہ واپس جانے والے تھے اور اب عیسیٰ کا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا ناجانے اب کون سی ہڈی تڑوا لی ہے۔۔۔ خبیث انسان نے۔۔۔ وہ اسکو دل میں گالیاں دیتا گاڑی لے کر نکلا تھا اور ہسپتال میں داخل ہوا تھا کمرانمبر پوچھتی وہ اسکے کمرے میں پہنچا تو وہ آرام سی سیب کھانے میں مصروف تھا اور ساتھ ساتھ فون میں پکس بنا رہا تھا مختلف پوز لے کر۔۔ کیا ہوا تمہیں؟ اسکے پوچھنے پر وہ سیدھا ہوا تھا۔ کیا بتایوں یا ایک ظالم حسینہ نے مجھے ٹھوک دیا اور میرا ایکسیڈنٹ ہو کیا پھر وہ مجھے اٹھا کر پیار سے ہسپتال لایا تھی۔۔ عیسیٰ کے بتانے پر اسکی جانب دیکھا تھا اسنے جس کے سر پر پیٹی بندھی تھی بس۔۔ تم ایک چوٹ کھا کر ہسپتال پہنچ گئے ہو۔۔ شرم نہ آتی؟ وہاج کے پوچھنے پر وہ منہ بنا گیا تھا کیا یا مجھے ادھر سر پر چوٹ آئی ہے اور تم ہو کہ غصہ کر رہے ہو۔۔ اسکے بولنے پر وہ بولا تو وہاج نے تاسف سے اسے دیکھا تھا۔۔ لگتا ہے چوٹ تمہارے سر پر آئی ہے۔۔ میں بل پے کر لوں تم زرا اپنا سامان باندھو۔۔ اور پھر وہ باہر نکل گیا تھا۔۔



وہ جلدی جلدی اپنی تیاری مکمل کرتی گھر کی ساری لائیٹس آف کر گئی تھی وہ بس آنی ہی والا تھا اور پھر ایک دم دروازہ کھلا تھا۔۔ وہ پورے گھر میں اندھیرا دیکھ کر خیران ہوا تھا۔۔۔ روشے۔۔ اسنے روشانے کو پکارا تھا۔ اور آگے بڑھتے لایٹ آن کرنی چاہی تو آگے کسی نے پیچھے سے ہگ مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔

کیا تھا وہ سمجھ گیا کہ روشانی ہے وہ پلٹا اور اسے سینے سے لگا گیا۔۔۔ روشے۔۔۔ میرے سکون لایٹ کیوں آف کی ہے۔۔۔ وہ اس کا ماتھا چومتا بولا تھا۔۔۔ روشے دل سے مسکرا بی تھی اور اسکے گال پر لب رکھ گئی تھی جبکہ وہ آنکھیں موندے مسکرایا تھا۔۔۔ اف وہ اسکا نرم سالمس اپنے چہرے پر محسوس کرتے وہ اسے ہد میں زور سے بھیج گیا تھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر لایٹ آن کر گیا تھا اور روشے کو دیکھتے اسکا دل زور سے دھڑکا تھا۔۔۔ وہ اسکی لابی انڈین سارھی میں ملبوس اسکا بہکا رہی تھی۔۔۔ مہرون کلر کی ڈیپ گلے والی ساڑھی میں ملبوس اسے بہکا رہی تھی۔۔۔ اتنا سجنے سنورنے کی کیا ضرورت تھی۔۔۔ عزیزم۔۔۔ وہ اسے اپنے گود میں بھیٹاتے بولا تھا تمہارا شوہر تو پہلی ہی تمہارا دیوانہ ہے اور پھر وہ اسکے لبوں پر جھک گیا تھا کچھ دیر بعد وہ پیچھے ہوا تو وہ اپنا سرا اسکے سینے سے لگایے گہرے سانس لینے لگی تھی وہ اسکے گیلے لبوں کو دیکھتا جھکتے شدت سے انھیں چوم گیا تھا روشے نے اسکی جانب دیکھا تو اسکی آنکھوں میں خمار دیکھتے وہ واپس چہرا اسکے سینے میں چھپا گئی تھی۔۔۔

جبکہ وہ اسکی اس ادا پر قہقہہ لگا گیا تھا۔۔۔ اور پھر اسکو اٹھایے کمرے کی جانب بڑھ گیا تھا وہ بری شکل سے چلتی ایک قریبی ہسپتال میں پہنچی تھی وہ کو بی سرکاری ہسپتال تھا وہ درد سے بے حال ہوتے چادر میں اپنا وجود چھپایے جا کر پرچی لینے کو لائن میں کھڑی ہو گئی تھی۔۔۔

آج وہ کس حال میں تھی اور اسکا کو بی اپنا تھا اسکے پاس بلکہ انہوں نے ہی اسے اس حال میں پہنچایا تھا وہی تو ذمہ دار تھے اس سب کے اسے بچ دیا گیا اسکے نانا اس سے نفرت کرتے تھے مگر اتنی کہ وہ اسے بچ دیں گے وہ نا جانتی تھی۔۔۔ وہ دو ہامیر جوہر کسی کو منہ پر جواب دیتی تھی ہد سر تھی مگر باوقار تھی اس سے اسکا وقار چھین لیا گیا تھا اسکی ذات کا مان ٹوٹ گیا تھا وہ چور چور ہو گیا تھا مگر وہ جو سینے میں دل تھا وہ آج بھی اس نیلی آنکھوں والے کے لیے دھڑکتا تھا۔۔۔ مگر اسے

مزید اچھے اچھے ناولز پر ہنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔۔

لکھتا تھا کہ وہ محبت کے لیے بنی ہی نہیں ہے۔۔ جو بھی تھا اسنے اس ایک سال میں انتظار کیا تھا کہ وہاں سلطان شاید ایک بار ہی اسکو دھونڈتا ہوا آئے۔۔ مگر اسکا انتظار انتظار ہی رہا تھا مگر نا وہ آ یا نہ کبھی اسکے خاندان کے کسی فرد کو اسکی کبھی یاد آئی تھی۔۔

وہ دوہامیر سلطان آج اپنے ٹوٹے ہوئے بازو کے ساتھ کھڑی تھی ایک سرکاری ہسپتال کی لائن میں۔۔

وہ بل پے کرتب مڑا اور پھر اسکے قدموں کے ساتھ جیسے دل بھی رک سا گیا تھا۔۔ ہاں وہ وہی تھی بڑی سی چادر میں ہڈ کو چھپا لیے کھڑی تھی وہ دوہامیر ہی تھی۔۔۔۔۔ دو۔۔۔ وہا۔۔ پہلی بار اسکی زبان سے لفظ ٹوٹ ٹوٹ کر نکل رہے تھے۔۔۔ دوہانے اپنے نام کی پکار پر اسنے سر اٹھایا تھا اور اپنے سامنے کھڑے سردار وہاں سلطان کو دیکھ کر وہ انجان بننے مڑ گئی تھی۔۔ دل نے ایک پل میں فیصلہ کیا تھا وہ تیز تیز قدم لیتے باہر نکل گی تھی وہ جلدء سے اسکے پیچھے بڑھا تھا مگر وہ تیز تیز چلتی باہر نکل گئی تھی اور کہی بھیڑ میں گم ہو گئی تھی

وہ درد سے دوہری ہوتی ہسپتال کے بالکل سنسان حصے میں آ گئی تھی اور اب اسکی بس ہو گئی تھی وہ دیوار سے ٹیک لگاتے ہچکیوں سے روتے زمین پر ڈھکی تھی اسکے حواس جواب دینے لگے تھے وہ مسلسل رور ہی تھی اوپر سے کچھ کھایا پیا بھی نہ تھا اسنے کل سے۔۔

وہ باہر نکلا تو وہ کہیں نہ تھی اسکے دل کو کچھ ہوا تھا اسے اسے حالت میں دیکھ کر دماغ جو سوچ رہا تھا دل وہ سوچنا نا چاہتا تھا۔۔ وہ تیزی سے دھڑکتے دل سے اسے ادھر ادھر ڈھونڈ رہا تھا اب وہ ہسپتال کے ایک سنسان حصے میں آ گیا تھا۔۔ جب اچانک اسے کسی کی سسکیوں کی آواز آئی تھی کوئی نہایت تکلیف میں تھا۔۔ وہ آگے بڑھا تو وہ وجود دوہامیر کا تھا وہ درد سے بے حال تھی وہاں بنا کچھ سوچے سمجھے اسے اپنی بانہوں میں اٹھایے باہر کی جانب بڑھا تھا جبکہ دوہامیر کی آنکھیں

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔

آہستہ آہستہ بند ہو رہی تھیں۔۔ اور اسے وہاج سلطان کے وجہہ چہرے کو دیکھا تھا جو اڑے رنگ کے ساتھ ہو اس باختہ سا اسے اٹھایے گاڑی کی جانب جا رہا تھا۔۔ دوہا آنکھیں مت بند کرنا۔۔ وہ اسے کہہ رہا تھا۔۔ اسے یاد تھا جب بچپن میں ایک بار وہ بیمار ہوئی تو وہاج نے اسی طرح اسکا خیال رکھا تھا اسے دوہا کے آنکھیں بند کرنے سے خوف اُتتا تھا وہ اسے گاڑی میں بھیٹھا رہا تھا۔۔ مگر اسکے چہرے پر اپنے لیے فکر کے تاثرات دیکھ کر دوہا کو اچھا لگ رہا تھا وہ گاڑی سٹارٹ کرتے دوسرے بڑے ہسپتال کی جانب موڑ گیا تھا۔۔ جانتا تھا یہاں علاج بہت دیر سے ہو گا۔۔ دوہا کا ایک ہاتھ اب بھی اسکی گرفت میں تھا۔ دوہا۔۔ اسنے پکارا تو دوہا نے کوئی ریکشن نہ دیا تھا۔۔ دوہا میری طرف دیکھو۔۔۔

وہ بول رہا تھا مگر دوہا ساکت تھی بس سانسیں چل رہیں تھیں۔۔ اسکا وجود ٹھنڈا پر نہ لگا تھا۔۔ وہ اب اسے اٹھیے گاڑی سے نکال رہا تھا۔۔ دوہا آنکھیں بند مت کرو وہ ایمر جنسی کی جانب جا رہا تھا اب۔۔ دوہا نے بود ہوتی آنکھوں سے ایک آخری نظر وہاج سلطان کو دیکھا تھا اسکی آنکھ سے ایک آنسو بے مول ہوا تھا اور پھر اسکی آنکھیں ساکت ہو گئیں تھیں۔۔ دوہا!!!! وہاج اسے دیکھتے زور سے بولا تھا مگر اسکے وجود میں کوئی ہلچل نہ تھی۔۔ وہ اسے سٹرچ پر لٹا رہا تھا اور پھر دوہا میر کا ہاتھ اسکے ہاتھ سے چھوٹ گیا تھا۔۔ وہاج نے حالی حالی نظروں سے اپنے حالی ہاتھ کو دیکھا تھا اور ایک آنسو اسکی آنکھ سے نکل کر اسکی ڈارھی میں جذب ہو گیا تھا۔۔ وہ کب سے روم کے باہر کھڑا تھا مگر ابھی تک ڈاکٹر نے کچھ خاص رسپانس نہ دیا تھا دوہا کی جانب سے اسکا بازو ٹوٹا تھا اوپر سے اسکا ہوش میں نا آنا ڈاکٹر زپریشان تھے اسکی دماغی حالت ٹھیک نہ تھی وہ ناجانے کب سے ٹارچر سے رہی تھی جواب وہ اس حال میں تھی۔۔ اسکی باڈی کوئی رسپانس نہ دے رہی تھی ڈاکٹر زپریشان تھے وہ جینا ہی نہ چاہتی تھی۔۔ وہاج سلطان کو

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔

اپنی سانسیں بند ہوتی محسوس ہو رہی تھیں۔۔ دوہامیر آج میں تمہیں اپنی سانسیں دینے کو بھی تیار ہوں۔۔ بس ایک بار ٹھیک ہو جاؤ۔۔

آج اسے پتا چلا تھا کسی اپنے کو کھودینے کا خوف کیسا ہوتا ہے۔۔ دل رک رک کر چل رہا تھا اسکا دل چاہا کہ وہ وہیں پھوٹ پھوٹ کر رو دے وہ اجڑی حالت میں اُمی سی یو کے باہر کھڑا تھا۔۔ اور پھر ایک دم سرخ بتی بجھ گئی تھی۔۔ ڈاکٹر باہر آئے تھے۔۔ کیا ہوا وہ ٹھیک ہے اب؟ اسکے پوچھنے پر وہ سر نفی میں ہلا گئے تھے۔۔ انہیں ایک لمبے عرصے سے شدید قسم کا سخت ذہر دیا جا رہا تھا۔۔ وہ انکی پوری باڈی میں پھیل چکا تھا جس کی وجہ سے انکا بچنا ناممکن تھا۔۔ مگر وہ ذہر انک باڈی سے ریمو ہوتے ہی انہوں نے تھوڑا سا سانس دیا مگر اب پھر سے انک وہی حالت ہے۔ انکا بچنا ناممکن ہے اب انکی سانسیں اٹک رہی ہیں اور آپ جابیں ان سے آخری بار مل لیں۔۔ ڈاکٹر کے یہ سب کہنے پر وہاں سلطان بالکل ساکت سا رہ گیا تھا۔۔ ناجانے کتنے آنسو اسکی آنکھوں سے بہ گئے تھے وہ لڑکھڑاتے قدموں سے اندر کی جانب بڑھا تھا اور اندر جا کر وہ دوہامیر کے سر سے سر ٹکایے شدت سے رو دیا تھا۔ اسکی سسکیاں پورے کمرے میں گھونج رہیں تھیں۔۔ وہ اونچا لمبا مرد اس چھوٹی سی لڑکی کے سر سے سر ٹکایے دھاڑے مارے رو دیا تھا اور پھر وہ اچانک اسے ہد میں بھیج گیا تھا یوں جیسے ہد میں چھپا لینا چاہتا ہوا ہے۔۔ مگر ایک دم مشین کی آوازیں آنے لگی تھی ڈاکٹر جلدی سے اندر بڑھے تھے اسکی سانسیں جسم کا ساتھ چھوڑ رہیں تھیں ہاں دوہامیر کی سانسیں یک دم رک رک کر چلنے لگی تھیں وہاں سلطان وہی روم کے فرش پر ڈھ گیا تھا اسکا وجود لرز رہا تھا ب ڈاکٹر دوہا کو دیکھ رہے تھے جب ایک دم مشین رک گئی اس سے آواز آنا بند ہو گئی تھی ڈاکٹر زپچھے ہٹے اور ایک دوسرے کو دیکھا تھا پھر وہ مڑے اور وہاں کے سامنے بھیٹھ گئے تھے وہاں مشین کی آواز رکنے سے بالکل ساکت سا تھا۔ اسنے ڈاکٹر کی جانب دیکھا تھا۔۔ اور پھر ڈاکٹر اسے دیکھتے یک دن مسکرا پئے تھے۔۔ مبارک ہو انکی سانسیں نارمل ہو گئی ہیں وہ بالکل

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔

ٹھیک ہیں۔۔ جبکہ وہاں بے یقینی سے انہیں دیکھ رہا تھا اسے لگا وہ بس اسے دلا سہ دینے کو بول رہے ہیں مگر پھر وہ اٹھ کر چلے گئے تھے۔۔ کمرے میں موت سا سناٹا تھا جب وہاں آواز گھونجی تھی۔۔ وو۔۔۔ وجی۔۔ اور وہاں سلطان جیسے زندہ ہوا ہود دوبارہ۔۔ وہ جھٹکے سے اٹھا تھا اور دوہا۔ کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔ اور وہاں سلطان جھٹکے سے اسے ہد سے لگا گیا تھا۔۔ دوہا۔۔ وہ اسکا نام لیتا سسک اٹھا تھا وہ مسکرا رہی تھی وہ مسکرا ہٹ ایسی تھی جیسے تیز بارش کے بعد دھوپ ہو۔۔ دادا سائیں کو فالج کا اٹیک ہوا تھا وہ بستر پر پڑ گئے تھے۔۔

مصابہ کا جرم ثابت ہو گیا تھا کہ اس نے بی اماں کو قتل کیا ہے کیونکہ ایک اور ملازم نے بھی اسے قتل کرتے دیکھا تھا وہ زہنی مریض بن گئی تھی۔۔

وامق اور روش کے گھر نیا بے بی آنے والا تھا وہ دونو اپنی زندگی میں خوش تھے ایک دوسرے کے ساتھ شاہ حویلی والوں کو سچائی بتا کر شیر و نے بن سے سارے معاملات سہی کروالیے تھے شور ایم شاہ اور حیدر سلطان آج بھی اپنی غلطیوں پر پشیمیاں تھے مگر انک کی گی غلطیوں نے جو زندگیاں برباد کیں وہ سہی نہ ہو سکتی تھیں۔۔

نانا کو علم جب ہوا کہ دوہا شاہ خاندان کا خون انھیں بلکہ میر کی اولاد ہے وہ تب سے مریض بن گئے اپنے خون کے ساتھ اتنا سب کرتے رہے تھے وہ اور عدت ختن ہوتے ہی وہاں اور دوہا کا نکاح ہو گیا تھا مگر اب وہاں دوہا کو کبھی سلطان ولانہ لانا چاہتا تھا جس سے بری یادیں جڑی تھیں وہ اور دوہا میر حوش تھے بہت اپنی زندگی میں۔۔۔

پانچ ماہ بعد۔۔۔۔۔

وجی نا کریں۔۔ وہ اسے دیکھتے گور کر دیکھتے بولی تھی۔۔ جبکہ وہ تب بھی باز نا آیا تھا مسلسل اسے تنگ کر رہا تھا۔۔ و ججججججج میری لپسٹک حراب ہو جائے گی۔۔ دوہا کے احتجاج کو نظر انداز کرتے وہ اسکے لبوں پر جھکا تھا وہ اسکی سانسوں کو ہد کے اندر اتار رہا تھا قطرہ قطرہ اسکی سانسیں رکنے لگیں

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔

تھیں جب تو وہ پیچھے ہوا تھا۔ اور اسے اپنے سینے سے لگا گیا تھا۔ اسکا چہرہ خون چھلکا رہا تھا۔۔۔۔۔
آپ مجھے بہت زیادہ تنگ کرتے ہیں وہ شکایتی لمبی میں بولی تو وہ اسکی ناک پر لب رکھ گیا تھا۔ تو
میری چھوٹی سی بیوی مجھے تم پر پیار جو اتنا آتا ہے۔ تمہاری غلطی ہے تم کیوں اتنی پیاری ہو
۔۔ اسکی بات پر دوہا سرخ ہوئی تھی۔ میں تو ویسے بھی بہت پیاری ہوں مگر۔ آپ کی نیت ہی
خراب ہے۔۔ وہ بولی تو وہاں کو اس پر ٹوٹ کر پیار آیا تھا وہ اسکی ناک پر جھکتے اس کو سرخ سا کر گیا
پھر بولا دیکھو جانم اب تم جب میری دی ہوئی نوزین کو اتنے پیار سے پہنوں گی تو نیت تو پھر خراب
ہو گی نامیری۔۔ جبکہ دوہا اسکو پھر سے ہد پر جھکتا دیکھ کر جلدی سے اسکے سینے میں سر چھپا گئی تھی
۔۔ وہاں اسکے سر پر لب رکھتے آنکھیں موند گیا تھا۔۔

 The End

Help Us Improving Our Presentation Style. Tanqeed
Krna Aur Kisi Cheez K Ache Ya Bure Hone Ke Mutaliq
Apni Rae Dena Apna Review Dena Apka Haq Hai. Apna
Haq Zaya Nak Rein. Hame Apna Review Dein Ta K Ham
Bhi Behtar Pdfs Bna Skein Aur Apko Mazeed Acha
Content Provide Kr Skein. Hame Apke Review Ka
Intazar Rahe Ga.



Whatsapp Group – Join Now

مزید اچھے اچھے ناولز پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں۔۔